کراماتِ صحابہؓ

حسبِ الارشاد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

مولانا احمد حسن صاحب سنبھلی

ناشر

مکتبہ علم و ادب دیوبند یو پی

قیمت (خواجہ پریس دہلی) ایک روپیہ ۵۰ نئے پیسے

عرض ناشر

بسم اللہ حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

زیر نظر کتاب کا اصلی نام ھدیۃ الاحباب فی کرامات الاصحاب ہے لیکن کراماتِ صحابہ کے نام سے مشہور ہے جس میں نہایت معتبر روایتوں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مشہور و معروف کرامتوں کا تذکرہ ہے، جسکو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح کے اس عظیم الشان کام کو شروع فرمایا تھا اور کافی حصار قام بھی فرما چکے تھے لیکن کثرت مشاغل کی وجہ سے خود اس کو پورا نہ فرما سکے،

چنانچہ مولوی سید احمد صاحب سنبھلی کو اس کی تکمیل کا حکم دیا اور مولانا موصوف نے اس کو پورا فرما کر حضرت کی خدمت میں پیش کیا حضرت رح نے ایک ایک حرف ملاحظہ فرمایا اور جا بجا مفید اضافے بھی فرمائے جو آپ کی تقریظ سے بھی واضح ہے،

اس کتاب کی زبان اگرچہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے بہت بہتر تھی لیکن زمانہ کے ارتقار کے ساتھ ساتھ زبان کی ترقی نے مجبور کر دیا کہ ان کرامتوں کے ترجمہ کو زبان حال میں منتقل کر دیا جائے چنانچہ ہم نے مستند علمار کی

نگرانی میں ترجمہ کی زبان درست کرائی تاکہ تمام حضرات ان جواہر پاروں سے بخوبی مستفید ہوسکیں بہرحال یہ کتاب اپنی آپ نظیر ہے دیگر اولیاء کرام کی کرامتوں کی بہ نسبت امید ہے ناظرین اور عشاق دین اس کو اپنے دل میں زیادہ وقعت دیں گے اس لئے کہ صحابہ کرام ہی سب سے افضل ہیں اور ولی کتنے ہی اونچے مرتبہ پر کیوں نہ ہو صحابہؓ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

اکرام الحق دیوبندی
۱۱ر جنوری سنہ ۱۹۶۲ء

فہرست مضامین

تقریظ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ میں نے اس رسالہ کو خود مؤلف (مولوی سید احمد حسن صاحب سلمہ و نعمہ) سے حرفاً حرفاً سنا اور جا بجا ضروری اور مفید مشوروں سے متفق طور پر کمی و بیشی کی گئی، اس کتاب سے میرا دل اس لئے زیادہ خوش ہوا کہ اس مضمون کو مدت ہوئی ضروری سمجھ کر خود لکھنا چاہا تھا مگر ہجوم مشاغل سے وقت نہ ملا تو اس ضرورت کو پوری ہوتے دیکھ کر جسقدر خوشی ہو تھوڑی ہے، اللہ تعالیٰ اسکو نافع فرمائیں۔

ناظرین ترجمہ میں طرز جدید یعنی غلبہ اتباع محاورہ کا انتظار نہ فرمادیں مقصود پر نظر رکھنا چاہئے، میرے خیال میں اتباع محاورہ میں لسان منقول الیہ کی رعایت ہے، اور لفظی ترجمہ میں زبان منقول عنہ کی حلاوت ہے کہ اس میں اصل کا لطف آجاتا ہے

ولِلنّاسِ فیما یعشقون مذاھب

۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ ہجری

از مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

امابعد! پس گذارش کرتا ہے افقر العبید الی رحمۃ العلی الکبیر سید احمد حسن سنبھلی حنفی چشتی اہل فہم وبصیرت کی خدمت میں کہ نصوص قطعیہ وسنن نبویہ سے یہ امر یقیناً ثابت ہوچکا ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم تمام امت محمدیہ سے افضل ہیں۔ اور اہل تحقیق کا اس امر پر اجماع ہے کہ کوئی ولی اگرچہ وہ اعلیٰ رتبے پر ہو کسی ادنیٰ صحابی کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا اور یہ برکت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت کی وہ صحبت مبارکہ کہاں سے آوے جس سے اولیا کو صحابہ رضی کا درجہ حاصل ہو۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء مگر باوجود اس کے اس زمانہ میں اکثر عوام کو دیکھا جاتا ہے کہ جسقدر اعتقاد ان کو پچھلے صلحا اور اولیاء کے ساتھ ہے

لہ رواہ مسلم واحمد وغیرہما ۱۲

اس کا نصف بھی صحابہؓ سے نہیں جہاں تک غور کیا گیا اس کی وجہ صرف یہ سمجھ میں آئی کہ ان لوگوں نے کمال کو کرامات و خوارق عادات میں منحصر سمجھ لیا ہے۔ اور حضرات صحابہ کی کرامتیں کم سنی گئی ہیں اس وجہ سے ان حضرات کو اس درجہ کا صاحب کمال نہ سمجھا کہ جس درجہ کے کہ وہ حضرات باکمال تھے اسی لئے اعتقاد میں بھی کمی ہوئی ہرچند کہ محققین صوفیہ کی تصریح سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ کمال حقیقی اور چیز ہے کشف و کرامت کی اس کے روبرو کچھ حقیقت نہیں اور وہ چیز استقامتؔ علی الدین ہے چنانچہ کہا گیا ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ اور صحابہؓ کا شریعت ظاہرہ اور طریقۂ باطنہ اور احوال رفیعہ میں مستقیم ہونا کس کو معلوم نہیں اور اس مضمون کو تحقیق اور تفصیل کے ساتھ حضرت مجدد الامۃ مصلح الملۃ علامۂ زمان قطب دوران مولانا حافظ حاجی شاہ قاری اشرف علی صاحب نے کرامات امدادیہ میں اچھی طرح ادا فرمایا ہے اس جگہ مختصر عرض کیا جاتا ہے کیونکہ یہاں اصل مقصود نقل کرامات صحابہ ہے۔ اور بس اور استقامت کو کرامات معنویہ کہتے ہیں۔ فی الواقع حقیقی اور مقصود کرامت یہی ہے۔ چنانچہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک شخص دس سال رہا اور دس سال کے بعد عرض کیا کہ حضرت میں نے آپ سے کسی کرامت کا صدور نہیں دیکھا حضرت جنید قدس سرہٗ نے جوش میں آ کر فرمایا کہ اس مدت میں مجھ سے کوئی گناہ بھی دیکھا؟ عرض کیا نہیں فرمایا اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہوگی

ؔ یعنی دین پر سیدھا رہنا اور اس کو مضبوط پکڑنا اور گناہوں کی لغزش سے باز رہنا ۱۲ منہ

یہ تھے اہل علم اور اہل تصوف اور اہل تحقیق کہ بالکل قرآن مجید کے مطابق جواب ارشاد فرمایا حق تعالیٰ فرماتا ہے، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی بے شبہ بڑی کرامت و عظمت والا تم میں کا اللہ کے نزدیک وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے، معلوم ہوا کہ مدار تقرب فقط تقویٰ ہے لاغیر دوسرے یہ کہ اکثر خوارق ثمرہ کثرت مجاھدہ و ریاضت کا ہوتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو بوجہ کمال قابلیت و قوت فطرت و برکت و صحبت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ ریاضت کی حاجت نہیں ہوئی اس لئے خوارق کا بکثرت ان حضرات سے صادر ہونا تعجب کی بات نہیں۔ تیسرے بقول حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ[1] کرامت کا ظہور تقویت یقین اہل زمانہ کے لئے ہوتا ہے چونکہ بہ برکت قرب زمانہ جناب رسول مقبولؐ خیر القرون میں یقین و ایمان کمال درجہ حاصل تھا اس لئے اس حجت و دلیل کی چنداں حاجت نہ تھی چوں چوں زمانہ برکت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام دور ہوتا گیا برکات میں کمی پیدا ہوتی گئی۔ اور ایمان میں ضعف ہوتا گیا۔ برہان تقویت کا ظہور قرین حکمت ہوا یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اقرب الی السنۃ وہی حالت ہے جو صحابہؓ کی حالت تھی۔ اس لئے کہ وہاں ضعف ایمان نہ تھا۔ جس کی تقویت کی حاجت ہوتی اور ظاہر ہے کہ یہ حاجت اقرب الی السنۃ ہے۔

چوتھے صحابہؓ کے واقعات نقل کرنے میں محدثین نے صحت روایت

[1] ہٰذا القول اوردہ العلامۃ الیافعی فی روض الریاحین و حنبل ھوا احمد لا ابوہ ۱۲ منہ

کی بہت سخت شرطیں مقرر کیں اور اس قدر اہتمام کیا کہ تا بمقدور احوال صحیحہ سے اطلاع ہو رطب ویابس اقوال سے اعلیٰ درجہ کا پرہیز کیا بخلاف حکایات اولیائے متاخرین کے کہ ان کے نقل کرنے میں اس قدر احتیاط اور تنقیح نہیں کی گئی اور شدت شرائط صحت کے لئے قلت روایت امر لازم ہے ونیز چونکہ اصل مقصود دین میں احکام ہیں اس لئے بھی محدثین نے بہ نسبت نقل حکایات کے روایت سنن کا زیادہ اعتنا فرمایا مگر چونکہ بوجوہ بعض عوام کے لئے تسلی بخش نہیں ہیں تا وقتیکہ ان کو کچھ کرامتیں صحابہ کرام کی بھی نہ بتلائی جاویں اس لئے حسب ارشاد فیض بنیاد حضرت والا درجت مجدد دوراں قطب زماں سیدی ومحبوبی ومرشدی مولوی شاہ اشرف علی صاحب اس احقر نے اس کام کو شروع کیا حق تعالےٰ بطریق احسن تمام فرماوے ناظرین سے حسبۃً للّٰہ اپنے واسطے دعائے مغفرت وحصول مقاصد کا طالب ہوں واضح ہو کہ اس کتاب کا خطبہ عرصہ ہوا کہ حضرت والا نے تحریر فرمایا تھا اور ایک صاحب سے کچھ متفرق مضامین بھی جمع کرائے تھے لیکن بوجہ عدم الفرصتی حضرت کے دست مبارک سے پھر یہ کام نہ ہو سکا۔ اس خطبہ میں بھی بہت سے مضامین خطبہ مذکورہ کے باختصار وتغیر مناسب بندہ نے درج کئے ہیں۔

وَمَا توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ربنا
رَبنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

کرامات افضل الاولیاء حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) اَخرج مالکٌ عن عائشۃ اَنّ اَبا بکرٍ نحلہا جادّ عشرین وسقا
من مالہ بالغابۃ فلمّا حضرتہ الوفاۃ قال یا بُنیّۃ واللہ ما من النّاس
اَحدٌ اَحبّ اِلیّ غنیً منک ولا اَعزّ علیّ فقرًا بعدی منک واِنّی کنت
نحلتک جادّ عشرین وسقًا فلو کنتِ جددتیہ واحتزتیہ کان
لک واِنّما ھو الیوم مال وارثٍ واِنّما ھو اخواک واختاک فاقتسموہ
علی کتاب اللہ فقالت یا ابتِ واللہ لو کان کذا وکذا لترکتہ اِنّما ھی
اَسماءُ فمن الاُخری قال ذو بطنِ ابنۃِ خارجۃ اُراھا
جاریۃً واَخرجہ ابن سعدٍ وقال فی اٰخرہ قال ذات بطنِ ابنۃ
خارجۃ قد اُلقی فی رُوعی اِنّھا جاریۃ فاستوصی بہا خیرًا فولدت
اُمّ کلثومٍ (تاریخ الخلفاء ص۶۱ مطبوع فخر المطابع لکھنو)

ترجمہ۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جناب عائشہؓ کو بیس وسق (یعنی ساٹھ
صاع تقریبا پانچ من) کھجوریں جو درختوں پر لگی تھیں۔ ہبہ کی تھیں اور اپنی وفات
سے پہلے ہی فرمایا۔ اے میری پیاری بیٹی!! ہاں (دولت کے باعث)
مجھے تم سے زیادہ کوئی پیارا نہیں اور مجھے تمہاری حاجتمندی بھی ناپسند ہے
لاریب بیس وسق کھجوریں میں نے تمہیں ہبہ کی تھیں۔ اگر تم نے
انہیں توڑ کر اکٹھا کرلیا ہوتا تو وہ تمہاری مملوکہ ہو جاتیں لیکن اب وہ

تمام وارثوں کا مال ہے جس میں تمہارے دو بھائی اور تمہاری دونوں بہنیں شریک ہیں۔ بس اس کو تم قرآن کریم کے احکام کے موافق تقسیم کر لو۔

جس پر حضرت عائشہ رضؓ نے کہا۔ ابا جان!! اگر وہ بہت زیادہ بھی ہوتیں تب بھی میں اس ہبہ سے دست بردار ہو جاتی لیکن یہ تو فرمائیے کہ میری بہن تو صرف "اسماء" ہے یہ دوسری کون ہے،

حضرت صدیق اکبرؓ نے جواب دیا کہ بنت خارجہ کے پیٹ میں مجھے لڑکی دکھائی دے رہی ہے۔

اس واقعہ کو ابن سعدؒ نے اسطرح روایت کیا ہے کہ بنت خارجہ کے پیٹ کی لڑکی کو میرے دل میں القار کیا گیا ہے۔ یعنی میری بیوی بنت خارجہ کے پیٹ میں لڑکی ہی ہے۔ بس میری اسی نصیحت وصیت کو قبول کرو۔ بالآخر جناب ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

اس وصیت سے سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ کی الہامی کرامت ثابت ہوتی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کے پیٹ ہی میں جناب ام کلثوم کے وجود کو معلوم کر کے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تمہاری بہن موجود ہے۔

(۲) أَخْرَجَ أَبُو يَعْلَى عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قِصَّةً وَفِيهَا ثُمَّ قَالَ (أَيْ أَبُو بَكْرٍ) فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَوْمَ الاثْنَيْنِ قَالَ أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ فَتُوُفِّيَ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْ

(تاریخ الخلفاء ص ۶۲) ترجمہ۔ ابو یعلیؒ نے حضرت عائشہ رضؓ سے ایک قصہ کے تحت میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے جناب عائشہ رضؓ سے

دریافت فرمایا کہ رسول اللہ ؐ نے اس دنیا سے کس دن رحلت فرمائی؟ انھوں نے کہا۔ پیر کے دن اس پر آپ نے کہا کہ میں بھی ایک رات کے بعد اسی چیز کا امیدوار ہوں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے منگل کی رات میں داعی اجل کو لبیک کہا اور صبح ہونے سے پہلے ہی پہلے آپ دفن کئے گئے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی دوسری کرامت ہے کہ آپ نے جو حکم لگایا تھا اسی وقت وفات پائی۔ اگرچہ زہوق روح شب میں ہوا لیکن وفات کے مقدمات یقینیہ دن ہی میں واقع ہوئے جو موت کے حکم میں ہیں۔

(۳) اَخْرَجَ (اَیْ اِبْنُ سَعْدٍ) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَابَکْرٍ لَمَّا مَاتَ اُرْتُجَّتْ مَکَّۃُ فَقَالَ اَبُوْ قُحَافَۃَ مَا ھٰذَا قَالُوْا مَاتَ ابْنُکَ قَالَ رُزْءٌ جَلِیْلٌ الخ (تاریخ الخلفاء صـ ۶۲) ترجمہ۔ جناب ابن سعدؒ نے حضرت سعد بن المسیب سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے وقت مکہ معظمہ تھرّا گیا۔ جس پر صدیق اکبرؓ کے والد ماجد جناب ابو قحافہؓ نے فرمایا یہ زلزلہ کیسا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے صاحبزادہ نے جام رحلت نوش فرمایا ہے۔ جس پر جناب ابوقحافہؓ نے فرمایا یہ تو بڑی سخت مصیبت آن پڑی۔

آپ لوگوں نے دیکھا کہ مکہ معظمہ کانپا۔ تھرّایا اور زلزلہ پذیر ہوکر آپ کرامت کا ظہور رہا۔

(۴) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فِیْ قِصَّۃٍ طَوِیْلَۃٍ قَدْ عَادَ اَبُوْبَکْرٍ بِاَطْعَامٍ فَاکَلَ وَاَکَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا یَرْفَعُوْنَ لُقْمَۃً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِھَا اَکْثَرُ مِنْھَا فَقَالَ لِامْرَاَتِہٖ یَا اُخْتَ بَنِیْ فِرَاسٍ مَا ھٰذَا قَالَتْ

قُرَّةُ عَيْنِي وَاِنَّهَا لَاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهُ اَكَلَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ شریف مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ص۵۴۵ ج۲) ترجمہ۔ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ سے ایک بڑے قصہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ نے مہمانوں کی دعوت کی اور خود بھی شریک طعام تھے جس میں ہر شخص یہ محسوس ہو رہا تھا اور مشاہدہ میں بھی آ رہا تھا کہ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے سے بھی زیادہ بڑھتا جاتا گویا اور پیدا ہو جاتا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے (اپنی بیوی سے جو بنی فراس کے قبیلہ کی تھیں) فرمایا۔ اے ہمشیرہ بنی فراس یہ کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے جواباً عرض کیا۔ اے آنکھوں سکھ کلیجہ ٹھنڈک! اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ چنانچہ مہمان سبھوں نے خوب یہ کھانا کھایا اور رسالتمآب کی خدمت میں بھی روانہ کیا جسے حضور ہادی کلؐ نے بھی نوش جان فرمایا۔ (متفق علیہ) سیدنا صدیق اکبرؓ کی نیک نیتی اور برکت کا یہ طفیل تھا بلکہ آپ کی کرامت کا ادنیٰ ظہور تھا کہ تھوڑا سا کھانا تمام مہمانوں نے کھایا جس

(۵) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَرَاٰهُ ثَقِيْلًا فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ فَدَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ يُخْبِرُهَا وَرَجَعَ اِلٰى بَكْرٍ اِذْ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَبِيْ يَدْخُلُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَعَجِّبٌ لِمَا عَجَّلَ اللّٰهُ فِيْهِ مِنَ الْعَافِيَةِ فَقَالَ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهٖ فَغُوْفِيْتُ فَاَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَسَعَطَنِيْ سَعْطَةً فَقُمْتُ وَقَدْ بَرَاْتُ مَعْرٌ وَّلِابْنِ اَبِي الدُّنْيَا وَابْنِ عَسَاكِرَ (قرۃ العینین ص۹۹ مجتبائی دہلی۔

ترجمہ محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور پر نور سرکار دو عالم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے شدید مرض کے زمانہ میں قدم رنجہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بیمار دیکھا اور پھر اس بیماری کی اطلاع کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی علالت کو بیان ہی فرما رہے تھے کہ عین اسی وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہادیٔ کل صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت پر حاضر ہو کر اندر آنے کی اجازت چاہی جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابا جان تو آ رہے ہیں۔ اس پر حضور رحمۃ للعالمین اس بات سے کہ شافی مطلق نے اتنی جلد اچھا کر دیا تعجب فرمایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور جوں ہی میرے پاس سے نکلے جبریل امین نے آ کر مجھے ایک دوا سونگھائی اور میں تندرست ہو گیا۔ اس واقعہ کو ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت بھی آپ نے دیکھی کہ ایک ہی لمحہ بیماری سے صحت یاب ہو گئے اور حضرت جبریل کے ذریعہ احکامات الٰہی کو حاصل کر لیا۔

(۶) عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ یَسْمَعُ مُنَاجَاۃَ جِبْرِیْلَ لِلنَّبِیِّ وَ لَا یَرَاہُ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ دَاؤدَ فِی الْمَصَاحِفِ کَذَا قَالَ ابْنُ عَسَاکِر (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۱۱ مطبوعہ حیدر آباد) ترجمہ ابو جعفر سے روایت کی گئی ہے کہ سرکار دو عالم اور جبریل امین کی سرگوشیوں کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سنتے تھے اور ہمیشہ ان کو دیکھتے نہیں تھے۔

اس کو مصنف میں بھی ابوداؤد نے لکھا ہے اور حافظ محدث ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

(٧) فِی قِصَّةِ الْحُدَیْبِیَّةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاَتَیْتُ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلَسْتَ نَبِیَّ اللّٰہِ حَقًّا قَالَ بَلٰی قُلْتُ اَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَی الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰی قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِی الدَّنِیَّةَ فِی دِیْنِنَا اِذَنْ قَالَ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَسْتُ عَاصِیَہٗ وَھُوَ نَاصِرِیْ قُلْتُ اَوَلَیْسَ کُنْتَ تُحَدِّثُنَا اَنَّا سَنَاْتِی الْبَیْتَ وَنَطُوْفُ بِہٖ قَالَ بَلٰی اَفَاَخْبَرْتُکَ اَنَّکَ تَاْتِیْہِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّکَ اٰتِیْہِ وَمُطَوِّفٌ بِہٖ قَالَ فَاَتَیْتُ اَبَا بَکْرٍ فَقُلْتُ یَا اَبَا بَکْرٍ اَلَیْسَ ھٰذَا نَبِیَّ اللّٰہِ حَقًّا قَالَ بَلٰی قُلْتُ اَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَی الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰی قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِی الدَّنِیَّةَ فِی دِیْنِنَا اِذَنْ فَقَالَ اَیُّھَا الرَّجُلُ اِنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَنْ یَّعْصِیَ رَبَّہٗ وَھُوَ نَاصِرُہٗ فَاسْتَمْسِکْ بِغَرْزِہٖ فَوَاللّٰہِ اِنَّہٗ عَلَی الْحَقِّ فَقُلْتُ اَلَیْسَ کَانَ یُحَدِّثُنَا اَنَّا سَنَاْتِی الْبَیْتَ وَنَطُوْفُ بِہٖ قَالَ بَلٰی فَاَخْبَرَکَ اَنَّکَ تَاْتِیْہِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّکَ اٰتِیْہِ وَمُطَوِّفٌ بِہٖ قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذٰلِکَ اَعْمَالًا۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ و تیسیر مطبوعہ نوالکشور ص ٢٥ ج ٢

ترجمہ۔ حدیبیہ سے متعلق مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ اللہ کے سچے رسول ہیں؟ سرکار نے فرمایا ہاں ہوں۔ پھر میں نے کہا کیا ہم حق پر نہیں؟ اور ہمارے دشمن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

باطل پر نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا تو ہم اب اپنے دین کے بارے میں ذلت کیوں گوارہ کریں۔ یعنی جبکہ ہم حق اور سچائی پر قائم ہیں تو وہ صلح جو مصلحتاً کر لی گئی ہے اسے برقرار کیوں رکھیں اس پر سرکار دو عالم کا ارشاد ہوا میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہ ہماری امداد کرنے والا ہے اور انجام کار ہمیں غلبہ دے گا۔ پھر میں نے کہا کہ آپ نے ہم سے کیا یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم عنقریب بیت اللہ آئیں گے اور اسکا طواف کریں گے۔ اس پر سرکار نے فرمایا ہاں لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ ہم اسی سال آئیں گے؟ میں نے عرض کیا جی نہیں۔ اس پر سرور عالم نے ارشاد فرمایا یقیناً یہاں آؤ گے اور بیت اللہ کا طواف کرو گے۔ اس کے بعد میں نے صدیق اکبرؓ کے پاس آکر کہا کہ سرور عالم کیا اللہ تعالےٰ کے سچے رسول نہیں ہیں۔؟ انہوں نے جواب دیا۔ بیشک ہیں میں نے کہا کیا ہم حق و راستی پر اور ہمارے دشمن کج راہی اور باطل پر نہیں ہیں؟ انھوں نے فرمایا کیوں نہیں میں نے پھر کہا تو اسوقت جبکہ ہم راستی پر ہیں اور مخالف ناحق پر تو دین کے بارے میں اس صلح کو برقرار رکھ کر ذلت کیوں اختیار کریں؟ جس پر صدیق اکبرؓ نے جواباً کہا۔ اے مرد خدا! اس سرورِ عالم بلاشک و شبہ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں اور کبھی بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ ان کا مددگار ہے۔ اور ان کو غلبہ دینے والا ہے۔ پس تم ان کے احکام کی سختی سے تعمیل کرتے رہو کیوں کہ اللہ کی قسم وہ راستی اور حق پر گامزن ہیں پھر میں نے اور دریافت کیا کہ کیا انہوں نے ہم سے

یہ نہیں کہا تھا کہ ہم بیت اللہ آن کر اس کا طواف کریں گے۔ جس پر صدیق اکبرؓ نے جواب دیا کہ سرکار دو عالمؐ نے کیا یہ بھی فرمایا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ جاؤ گے؟ جس پر میں نے کہا نہیں تو۔ پھر صدیق اکبرؓ نے فرمایا تم یقیناً بیت اللہ آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس جرأت و یاوت کے تدارک کے لئے بہت سے نیک اور صالح اعمال کئے۔ جس کو بخاری اور ابو داؤد نے بیان کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا جواب لفظاً بہ لفظ بالکل رسالتمآبؐ کے جواب کے برابر پایا جانا۔ بالعموم لوگوں کی عادتوں کے خلاف ہے اس لئے یہ بھی آپ کی کرامت تصور کی گئی۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق کی نیک نیتی اور برکت کا طفیل تھا بلکہ درحقیقت آپ کی کرامت تھی کہ اپنی کرامتوں اور خرق العادت کاموں کو دوسروں پر واضح الفاظ میں بیان نہیں فرماتے تھے بلکہ خود کو ادنیٰ بندہ کہتے اور اکثر اوقات اپنے اقوال و کردار سے کرامتوں کا اظہار فرماتے تاکہ تمام لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔

کرامات خلیفۂ دوم فاروق اعظم سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸) اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ اَیْ مُلْهَمُوْنَ (تاریخ الخلفاء ص ۸۳) (۷) وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ مَرْفُوْعًا فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ وَاِنَّهٗ لَمْ یَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا کَانَ فِیْ اُمَّتِهٖ مُحَدَّثٌ وَاِنْ یَّکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْهُمْ اَحَدٌ وَهُوَ عُمَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ مُحَدَّثٌ قَالَ تَتَکَلَّمُ الْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی لِسَانِهٖ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ (تاریخ الخلفاء ص ۸۵)

امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا پہلی امتوں میں ایسے لوگ تھے جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے باتیں القاء کی جاتی تھیں یعنی انھیں الہام ہوتا تھا، اور میری ملت میں اگر کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ نیز علامہ طبرانیؒ نے کتاب اوسط میں جناب ابوسعید خدریؓ کے ذریعہ ایک لمبی مرفوع حدیث کے تحت بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس امت پر کوئی نبی بھیجا تو اس امت میں کوئی نہ کوئی ملہم ضرور ہوتا تھا یعنی اس نبی کی آمد سے قبل اس امت میں ایسی شخصیت ضرور ہوتی تھی جس پر پروردگار الہام فرماتے رہتے تھے، اور اگر ان الہامات الٰہی سے سرفراز ہونے والا کوئی شخص میری ملت میں ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔

صحابہؓ کے اس استفسار پر کہ محدث و ملہم کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ رحمۃ للعالمین ؐ نے فرمایا اس کی زبان پر فرشتے بولتے ہیں یعنی اس شخص ملہم کی کیفیت ہوتی ہے کہ فرشتے اس سے جو کچھ کہتے ہیں وہ فرشتوں کی کہی ہوئی باتوں کو انسانوں سے کہہ دیتا ہے، اور کوئی بات اپنی طرف سے کسی سے بھی نہیں کہتا۔ اس حدیث کی سند حسن یعنی معتبر ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے حضرت فاروق اعظمؓ کا صاحب الہام ہونا آپ کی کرامت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور ان دونوں حدیثوں میں لفظ اِن یکن یعنی اگر کا لفظ اس لئے لایا گیا ہے تاکہ انتہائے وثوق ظاہر ہو اور کلام میں قوت پیدا ہو۔ جیسے کوئی شخص اپنے پکے دوست سے یوں کہے اگر دنیا میں میرا کوئی یار ہے تو تم ہو۔ اس جملہ سے کسی سمجھدار کو اس کی یاری اور دوستی میں وہم اور شک پیدا نہیں ہوتا بلکہ بے انتہا و پکّی دوستی کو ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ پچھلی امتوں میں صاحبان الہام ہوا کرتے تھے تو ملت اسلامیہ جو باعتبار علم و فضل افضل تر ہے۔ اس نعمت الہام سے زیادہ تر مشرف ہوئی ان دونوں حدیثوں میں کوئی نقطہ تک ایسا نہیں جو حضرت عمرؓ کے سوائے دوسرے پر منحصر اور دلالت کرتا ہو۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا صاحب الہام ہونا پہلے بیان کیا جا چکا ہے جو بالکل صحیح ہے اور فاروق اعظمؓ پر الہامات کی بارش آپکے اوصاف حمیدہ کیساتھ متصف ہے۔ نیز ہر شخص پر واضح رہے کہ تقریباً بائیس مقامات ایسے ہیں جہاں فاروق اعظمؓ کی رائے فرمان پروردگار کے عین موافق تھی جن کا تذکرہ قرآن کریم اور احادیث میں موجود ہے۔

تفصیل کے لئے تاریخ الخلفاء صفحات (۸۷ تا ۸۹) دیکھئے

(۹) اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ رض (تاریخ الخلفاء صہ ۸۴) وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ مِنْ طَرِیْقِ بُرَیْدَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَیَفْرَقُ مِنْکَ یَا عُمَرُ (صہ ۸۵ تاریخ الخلفاء) ترجمہ۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ البتہ میں نے انسانوں۔ جناتوں اور شیطانوں کو دیکھا کہ وہ عمر رض کے خوف سے بھاگ گئے (تاریخ الخلفاء صہ ۸۴) امام احمد رح نے حضرت بریدہ رض کی سند سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے عمر رض البتہ تم سے شیطان تک ڈرتا ہے (تاریخ الخلفاء صہ ۸۵)

(۱۰) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رض قَالَ وَجَّہَ عُمَرُ جَیْشًا وَرَاَّسَ عَلَیْھِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَۃَ فَبَیْنَا عُمَرُ یَخْطُبُ جَعَلَ یُنَادِیْ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ الْجَیْشِ فَسَاَلَہٗ عُمَرُ رض فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ھُزِمْنَا فَبَیْنَا نَحْنُ کَذٰلِکَ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتًا یُنَادِیْ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ ثَلٰثًا فَاَسْنَدْنَا ظُھُوْرَنَا اِلَی الْجَبَلِ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ قَالَ قِیْلَ لِعُمَرَ اِنَّکَ کُنْتَ تَصِیْحُ بِذٰلِکَ وَذٰلِکَ الْجَبَلُ الَّذِیْ کَانَ سَارِیَۃُ عِنْدَہٗ بِنَھَاوَنْدَ مِنْ اَرْضِ الْعَجَمِ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِی الْاِصَابَۃِ اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ (تاریخ الخلفاء صہ ۸۵)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فاروق اعظمؓ نے جناب ساریہ کی قیادت میں جہاد کی غرض سے ایک لشکر روانہ فرما دیا تھا۔

حضرت فاروق اعظمؓ ایک دن خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اپنے اسی لکچر کے دوران میں فرمانے لگے۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ آپ نے تین دفعہ اسی طرح فرمایا۔ کیونکہ پہاڑ کی طرف ہٹ جانے سے مسلمانوں کے غالب ہو جانے کی امید تھی۔ جب تھوڑے دنوں بعد اس فوج کا قاصد آیا تو فاروق اعظمؓ نے اُس سے لڑائی کا حال پوچھا۔

قاصد نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین ایک دن شکست کھانے ہی والے تھے کہ ہمیں ایک آواز سنائی دی جیسے کوئی پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا! اس آواز کو ہم نے تین مرتبہ سنا اور ہم نے پہاڑ کی طرف ہٹ کر کے سہارا لیا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کو شکست فاش دی۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ لوگوں نے فاروق اعظمؓ سے کہا۔ جبھی تو آپ جمعہ کے دن خطبہ کے درمیان اسی لئے چیخ رہے تھے۔ اور یہ پہاڑ جہاں جناب ساریہ اور ان کی فوج تھی مشرق کے شہر نہاوند میں تھا۔

ابن حجر نے اصابہ میں اس کو حدیث معتبر قرار دیا ہے

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ قَالَ جَمْرَةُ قَالَ ابْنُ مَنْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنَ الْحُرَقَةِ قَالَ أَيْنَ مَسْكَنُكَ قَالَ الْحَرَّةُ قَالَ بِأَيِّهَا قَالَ بِذَاتِ لَظًى فَقَالَ عُمَرُ أَدْرِكْ

اَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوْا فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَوَجَدَ اَهْلَهُ قَدِ احْتَرَقُوْا

اَخْرَجَهٗ اَبُوالْقَاسِمِ بْنُ بِشْرَانَ فِيْ فَوَائِدِهٖ وَمَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا

عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ نَحْوَهٗ وَاَخْرَجَهٗ ابْنُ دُرَيْدٍ فِي الْاَخْبَارِ الْمَشْهُوْ

رَاتِ وَابْنُ الْكَلْبِيِّ فِي الْجَامِعِ وَغَيْرُهُمْ (تاریخ الخلفاء صف) ترجمہ

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے ایک شخص سے اس کا نام دریافت کیا۔ اس نے کہا جمرہ (بمعنی چنگاری) پھر آپ نے استفسار فرمایا کہ تمہارے باپ کا نام؟ اس نے جواب دیا ابن شہاب (بمعنی شعلہ) پھر آپ نے پوچھا تم کس قبیلہ کے فرد ہو اس کہا حُرقَہ (بمعنی سوزش) پھر آپ نے فرمایا تمہاری بود و باش کی جگہ کہاں ہے اس نے جواب دیا حرّہ (یعنی گرمی) اور دوبارہ دریافت پر کہ حرہ کے کس حصہ میں سکونت پذیر ہو اس شخص نے کہا کہ ذات لظیٰ (بمعنی شعلہ والا) میں

اس پر حضرت فاروق اعظمؓ نے ارشاد فرمایا۔ جا اپنے کنبہ کی خبر لے کہ وہ سب جل کر سوختہ ہو گئے۔ چنانچہ اس آدمی نے لوٹ کر اپنے کنبہ والوں کو سوختہ سامان پایا۔

اس تاریخی واقعہ کو ابوالقاسم بن بشران نے فوائد میں اور جناب مالکؒ نے بروایت یحییٰ بن سعید موطا میں اور ابن درید نے اخبار مشہورہ میں اور ابن کلبی نے جامع میں بیان کیا ہے۔

(۱۲) اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُحَدِّثُ عُمَرَ بِالْحَدِيْثِ فَكَذَبَهُ الْكِذْبَةَ فَيَقُوْلُ احْبِسْ هٰذِهٖ

ثُمَّ يُحَدِّثُهُ بِالْحَدِيثِ فَيَقُولُ احْبِسْ هٰذِهِ فَيَقُولُ لَهُ كُلُّ مَا حَدَّثْتُكَ حَقٌّ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَحْبِسَهُ وَاَخْرَجَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اِنْ كَانَ اَحَدٌ يَعْرِفُ الْكَذِبَ اِذَا حَدَّثَ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ

(تاریخ الخلفاء صـ۹۱ باب کرامات عمرؓ) ترجمہ - جناب ابن عساکرؒ نے حضرت طارقؓ بن شہاب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص تھا جو دوران گفتگو میں حضرت فاروق اعظمؓ سے جب کوئی خاص جھوٹی بات کہتا تو آپ فرماتے اس بات کو یاد رکھنا پھر باتیں کرنے لگتا اور پھر جب کوئی جھوٹ بات کہتا تو آپ اس کو ٹوک کر فرماتے اس بات کو بھی یاد رکھنا۔ آخر کار اس شخص نے حضرت فاروق اعظمؓ سے کہا کہ میری تمام گفتگو میں جہاں جہاں ٹوک کر آپ نے "اس بات کو یاد رکھنا" فرمایا ہے بس یہ جھوٹی ہیں اور باقی پوری باتیں ٹھیک اور سچی ہیں۔

حافظ حدیث جناب ابن عساکر نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں جھوٹی بات کا پہچاننا حضرت عمر بن الخطاب کا حق تھا۔

ہر جھوٹی بات کو پہچان لینا یہ آپ کا سچا ادراک بلکہ درحقیقت کشف فراست تھا جو خرق عادات ہے۔ اور آپ کی کرامتوں کا مظہر ہوا۔

اس شبہہ کا جواب کہ بعض عقلمند بھی قرائن سے ایسی باتیں معلوم کر لیتے ہیں جن کو خرق عادات کہا جا سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عقلمندوں کا اندازہ صرف تخمین قرائن پر مبنی ہوتا ہے۔ اور ان کا قیاس بیشتر اوقات

اس لئے صحیح نہیں ہوتا کہ وہ فراست کشفیہ کے مالک نہیں ہیں۔
اور فراست کشفیہ میں کسی قرینہ کے تحقیق کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ ایسے کاشف کو خود بہ خود ضروری علم حاصل ہو جاتا ہے۔ نیز چونکہ کشف کو شرعی حجت قرار نہیں دیا گیا ہے اس لئے محض کشف کی بنیاد پر کسی سے بدگمانی کرنا بھی جائز نہیں رکھا گیا ہے۔ پس جس صورت میں کشف پر عمل کرنے سے کوئی عذر شرعی لازم آئے تو ایسے کشف پر عمل نہ کیا جائے بلکہ اسباب ظاہری کی تحقیق پر جو نتیجہ ہاتھ آئے اس پر کاربند ہونا چاہیئے۔

(۱۳) اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ عَنْ اَبِیْ عَذْبَةَ الْحِمْصِیِّ قَالَ اُخْبِرَ عُمَرُ بِاَنَّ اَهْلَ الْعِرَاقِ قَدْ حَصَبُوْا اَمِیْرَهُمْ فَخَرَجَ غَضْبَانَ فَصَلّٰی فَسَهَا فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ قَدْ لَبَسُوْا عَلَیَّ فَالْبِسْ عَلَیْهِمْ وَعَجِّلْ عَلَیْهِمْ بِالْغُلَامِ الثَّقَفِیِّ یَحْکُمُ فِیْهِمْ بِحُکْمِ الْجَاهِلِیَّةِ لَا یَقْبَلُ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَلَا یَتَجَاوَزُ عَنْ مُسِیْئِهِمْ قُلْتُ اَشَارَ بِهٖ اِلَی الْحَجَّاجِ قَالَ ابْنُ لَهِیْعَةَ وَمَا وُلِدَ الْحَجَّاجُ یَوْمَئِذٍ

(تاریخ الخلفاء صنا۹) ترجمہ۔ علامہ بیہقی نے کتاب دلائل میں بروایت ابی عذبہ حمصی بیان کیا ہے کہ عراقیوں نے اپنے حاکم اعلیٰ کو سنگسار کرنے کی خبر حضرت فاروق اعظمؓ کو پہنچی تو انکی یہ ناشائستہ حرکت سنکر آپ کو غصہ آیا اور آپ نے نماز ادا فرمائی جس میں آپ کو سجدہ سہو لازمی ہو گیا آپ نے نماز ختم کرکے دعا کی کہ اے اللہ ان ظالم عراقیوں نے مجھے شبہ میں ڈالدیا جس سے میری نماز میں سہو ہو گیا۔ اے بار خدایا تو انکو بھی شبہہ میں

ڈالدئے اور نوعمر ثقفی کی حکومت کو ان پر جلدی سے مسلط کر دے تا کہ ان پر زمانہ جاہلیت جیسی حکومت نظر آئے۔ نیک و بد کی مطلق تمیز نہ کرنے والی رعایا پر یہ نئی حکومت اپنا حکم چلائے اور ان کی برائیوں سے درگذر کر کے ان کی اچھائیوں کو شرف قبول کبھی نہ دئے۔

علامہ کہتے ہیں کہ اس نئی حکومت حضرت فاروق اعظمؓ کی مراد حجاج سے تھی لیکن ابن لہیعہ کا بیان ہے۔ کہ حجاج اس تاریخ تک پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

حضرت فاروق اعظمؓ کا غصہ کی حالت میں ان ظالم عراقیوں کیلئے بددعا کرنا جس سے بددعا کا غالب گمان واضح ہے کہ یہ بددعا دراصل دعویٰ اور مقابلہ کے عنوان اور طریق پر ہے۔ اور اس صورت میں اس قسم کی دعا کرنا درست اور جائز ہے۔ اور یہ کھلی ہوئی بات ہے۔ کہ آپؓ کی ہر دعا قبول ہونا خرق عادت اور کرامت ہے۔

(۱۴) اَخْرَجَ اِبْنُ سَعْدٍ عَنْ سُلَیْمَانِ بْنِ یَسَارٍؓ اَنَّ الْجِنَّ نَاحَتْ عَلٰی عُمَرَؓ (تاریخ الخلفاء ۱۰۳) ترجمہ جناب ابن سعدؒ نے حضرت سلیمان بن یسارؓ سے روایت کی ہے کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی وفات حسرت آیات پر جنات نے بھی اظہار رنج و غم کیا اور نوحہ پڑھا۔

(۱۵) اَخْرَجَ الْحَاکِمُ عَنْ مَالِکِ بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعَ صَوْتٌ بِجَبَلِ تَبَالَةَ حِیْنَ قُتِلَ عُمَرُ ؎ لِیَبْكِ عَلَی الْاِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِیًا ؛ فَقَدْ اَوْشَكُوْا صَرْعٰی وَمَا قَدُمَ الْعَهْدُ ؛ وَاَدْبَرَتِ الدُّنْیَا وَاَدْبَرَ خَیْرُهَا ؛ وَقَدْ مَلَّهَا مَنْ كَانَ یُوْقِنُ بِالْوَعْدِ ؛ تاریخ الخلفاء صـ ۱۰۳

حضرت حاکمؒ نے مالک بن دنیارؒ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عمرؓ مقتول ہوئے تو جبل تبادلہ سے یہ آواز آئی۔
اسلام سے محبت رکھنے والے کو اسلام کی حالت پر رونا چاہیئے۔
اسلامی زمانہ اگرچہ پرانا نہیں ہوا لیکن اہل اسلام بچھڑ گئے اور مسلمانوں میں ضعیف نمودار ہو گیا۔
دنیا کی اچھائیوں اور دنیا والوں نے اسلام سے منہ موڑ لیا۔
اور جس کو موت کا یقین ہے وہ تو اس دنیا میں طول ورنجیدہ ہی رہتا ہے۔

چونکہ دنیاوی نعمتیں فنا ہونے والی ہیں اور آخرت میں حشر و نشر اور بقا پیش آنے والی ہے۔ اس لئے اس دنیا میں عقلمندوں کو سکون جامع جس کو چین اور سکھ کا نام دیا گیا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں مل سکتا۔
جنات کی گریہ وزاری اور ان کے آہ بکا کا سنا جانا نہ صرف عجیب و غریب امر ہے۔ بلکہ یہ بات خوارق عادات میں داخل ہے۔

(۱۶) اَخْرَجَ اَبُوالشَّیْخِ فِیْ کِتَابِ الْعِصْمَةِ عَنْ نَلَیْسِی بْنِ الْحَجَاجِ عَمَّنْ حَدَّثَهٗ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ مِصْرُ اَتٰی عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حِیْنَ دَخَلَ یَوْمٌ مِنْ اَشْهُرِ الْعَجَمِ فَقَالُوْا یَا اَیُّهَا الْاَمِیْرُ اِنَّ لِنِیْلِنَا هٰذَا سُنَّةً لَا تَجْرِیْ اِلَّا بِهَا قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا اِذَا كَانَ اِحْدٰی عَشَرَةَ لَیْلَةً تَخْلُوْ مِنْ هٰذَا الشَّهْرِ عَمَدْنَا اِلٰی جَارِیَةٍ بِكْرٍ بَیْنَ اَبَوَیْهَا فَاَرْضَیْنَا اَبَوَیْهَا وَجَعَلْنَا عَلَیْهَا مِنَ الثِّیَابِ وَالْحُلِیِّ اَفْضَلَ مَا یَكُوْنُ

ثم القيناها في هذا النيل فقال لهم عمرو ان هذا لا يكون ابدا في الاسلام وان الاسلام يهدم ما كان قبله فاقاموا والنيل لا يجري قليلا ولا كثيرا حتى هموا بالجلاء فلما رأى ذلك عمرو كتب الى عمر بن الخطاب بذلك فكتب له ان قد اصبت بالذي فعلت وان الاسلام يهدم ما كان قبله وبعث ببطاقة في داخل كتابه وكتب الى عمرو اني قد بعثت اليك ببطاقة في داخل كتابي فالقها في النيل فلما قدم كتاب عمر الى عمرو بن العاص اخذ البطاقة ففتحها فاذا فيها من عبد الله عمر امير المؤمنين الى نيل مصر اما بعد فان كنت تجري من قبلك فلا تجر وان كان الله يجريك فاسأل الله الواحد القهار ان يجريك فالقى البطاقة في النيل قبل الصليب بيوم فاصبحوا وقد اجراه الله تعالى ستة عشر ذراعا في ليلة واحدة فقطع الله تلك السنة عن اهل مصر

(تاریخ الخلفا صفحہ ۱۰۹) ترجمہ حافظ الحدیث ابوالشیخ نے کتاب العصمۃ میں قیس بن حجاج کے ذریعہ بیان کنندہ سے روایت کی ہے۔ کہ مصر فتح ہونے کے بعد عجمی مہینوں میں سے ایک مہینے کی پہلی تاریخ کو ایک وفد نے رئیس مملکت مصر حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔

اے امیرالمومنین!! ہمارا ایک معمول ہے اور جب تک اس کی تکمیل نہ کر دی جائے ہمارے اس دریائے نیل میں روانی نہیں آتی۔

حضرت عمرؓ بن عاصؓ نے ۔ فرمایا ۔ بتاؤ تو تمہارا معمول کیا ہے ۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارا سالانہ دستور یہ ہے کہ ہر سال ایک کنواری نوجوان لڑکی کو جو اپنے والدین کی اکلوتی ہوتی ہے اس کے والدین کو راضی کر لیتے ہیں اور پھر اس کو نہلا دھلا کر اس کو اچھے اچھے کپڑے اور عمدہ سے عمدہ زیورات پہنا کر اور اس کو خوب سجا بنا کر دریائے نیل کی نذر کر دیتے ہیں ۔ حضرت عمرؓ بن عاصؓ نے یہ سب کچھ سن کر فرمایا یہ سب کچھ ایام جاہلیت کی رسوم ہیں ۔ اور خدا کی قسم اسلام کے عہد میں تو ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہو گا ۔ اس لئے کہ اسلام نے زمانہ جاہلیت کے تمام رسوم کو ختم کر دیا ہے ۔ چنانچہ مصری خاموش ہو گئے اور اس سال زندہ لڑکیوں کو اس طرح ڈبونے کی رسم ادا نہ ہونے سے دریائے نیل کی روانی رکی رہی ۔ دریا کی روانی کو بند دیکھ کر لوگوں نے ترک وطن کا ارادہ کیا حضرت عمرؓ بن عاصؓ نے ان تمام حالات کی امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کو اطلاع دی جنھوں نے جواب میں لکھا کہ اے عمرو بن عاصؓ تم نے جو کچھ کیا درست اور تمہاری رائے بالکل ٹھیک ہے اسلام نے رسوم سابق کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ دیا ہے ۔ نیز اپنے مکتوب گرامی میں ایک علیحدہ پرچہ رکھ کر حضرت عمرو بن کو عاصؓ کو لکھا کہ تمہارے موسومہ خط میں ہم ایک علیحدہ پرچہ بھیج رہے ہیں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا ۔ پس عمرؓ بن عاصؓ نے اپنے موسومہ خط میں اس علیحدہ پرچہ کو پڑھا جس میں مرقوم تھا ۔

از طرف عبداللہ عمرؓ امیر المومنین بنام نیل مصر ۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد اگر تو باختیار خود بہتا ہے ۔

تو ہرگز مت چل - اور اللہ تعالیٰ تجھ کو رواں کرتے ہیں خداوند یکتا و زبردست سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو جاری کر دے ---

چنانچہ عمرو بن عاصؓ نے ستارۂ صلیب نکلنے سے ایک دن پہلے رات کے وقت اس حکمنامہ کو دریائے نیل میں ڈالدیا۔ دوسرے دن صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہی رات میں سولہ ہاتھ اونچا پانی دریائے نیل میں اللہ تعالیٰ نے جاری فرما کر لڑکی ڈباؤ کے دستور قدیم کو اہالیان مصر سے آج تک کے لئے مسدود و منقطع کر دیا۔

معزز حکمنامہ میں اِنْ کَانَ - یعنی اجرائے آب میں لفظ اگر لائے تو یہ تو یہ کوئی بھی یہ شک نہیں کر سکتا کہ اللہ کے سوائے کوئی اور دوسری طاقت پانی پر قابض ہے بلکہ فاروق اعظمؓ کی اس قسم کی تحریر سے تاکید ثابت ہوتی ہے یعنی اے دریائے نیل تو تو صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہے۔ اس پر تیرا کوئی اقتدار اور اختیار نہیں ہے۔ اور جاری مت ہو کہ لفظ لکھنا محض زجر و توبیخ اور سرزنش کے لئے تھا وگرنا ظاہر ہے کے وہ کسی طرح کی بھی محتاج نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اس سے دنیا کی ہر چیز ڈرتی ہے۔ اللہ سے ڈرتے والی شخصیت کی سب پر حکومت ہوتی ہے۔

(۱۷) عَنْ یَحْیَی بْنِ اَیُّوْبَ الْخُزَاعِیِّ قَالَ سَمِعْتُ مَنْ یَّذْکُرُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّہٗ ذَھَبَ اِلٰی قَبْرِ شَابٍّ فَنَادَاہُ یَا فُلَانُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ

رَبِّہٖ جَنَّتَانِ فَاجَابَہُ الفَتیٰ مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ یَا عُمَرُ رضی قَدْ اَعْطَانِیْھَا رَبِّیْ فِی الْجَنَّۃِ مَرَّتَیْنِ وَالْقِصَّۃُ بِطُوْلِہٖ مَعَہُمْ ۔ (لابن عساکر دقرۃ العینین ج ۹۷ و ۹۸) ترجمہ یحییٰ بن ایوب فزاعی رح بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت فاروق اعظم رض نے ایک نوجوان کی قبر پر جاکر فرمایا کہ جو شخص اپنی زندگی میں پروردگار عالم سے ڈرتا رہا تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو دو باغ دیگا (وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ یہ سورہ رحمٰن میں موجود ہے۔)

اس نوجوان نے اپنی قبر میں سے جواب دیا اے فاروق اعظم رض مجھے تو پروردگار نے ایسے باغ دو مرتبہ عنایت فرمائے ہیں۔

اس دراز قصہ کو حافظ حدیث ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

(۱۸) عَنْ مِعْدَانَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ فِیْ قِصَّۃٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ رُؤْیَا کَاَنَّ دِیْکًا اَحْمَرَ نَقَرَنِیْ نَقْرَتَیْنِ وَلَا اَرٰی ذٰلِکَ اِلَّا لِحُضُوْرِ اَجَلِیْ اَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ ۔

(قرۃ العینین ص ۱۰۳) ترجمہ حضرت معدان بن ابی طلحہ رض نے ایک واقعہ کے تحت لکھا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رض نے ارشاد فرمایا۔ لوگو سنو!! میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ دو لال مرغوں نے مجھے دو ٹھونگیں ماریں اور اس خواب کی تعبیر میری موت کی قربت ہے۔ اس واقعہ کو ابن ابی شیبہ رض نے بھی روایت کیا ہے۔

چونکہ یہ خواب الہامی کشف تھا جو آپ کی رحلت سے ثابت ہوا۔
اور یہ بھی آپ کی کرامت کو ظاہر کرتا ہے۔

(۱۹) عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَانَتْ مُصَفَّدَةً فِي إِمَارَةِ عُمَرَ فَلَمَّا اُصِيْبَ بَثَّتْ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ (كنزل العمال ج ۶ ص ۳۳۶) ترجمہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کی خلافت میں تمام شیطان مقید اور بند تھے لیکن ان کے وصال کے بعد یہ سارے طاغوت پھیل گئے۔ اس خبر کو حافظ حدیث ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

(۲۰) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ بِشَيْءٍ قَطُّ إِنِّيْ لَاَظُنُّهُ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ اِبْنُ عُمَرَ جَالِسٌ اِذْ مَرَّ بِهٖ رَجُلٌ فَقَالَ لَقَدْ اَخْطَاَ ظَنِّيْ وَاِنَّ هٰذَا عَلٰى دِيْنِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ اَخْطَاَ ظَنِّيْ وَاِنَّكَ لَعَلٰى دِيْنِكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَقَدْ كُنْتَ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتُقْبِلَ بِهٖ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَقَالَ اِنِّيْ اَعْزِمُ عَلَيْكَ اِلَّا مَا اَخْبَرْتَنِيْ قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ (تیسیر ص ۱۵۰ ج ۲ مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ حضرت سالمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے فاروق اعظمؓ کو کہیں یہ کہتے نہیں سنا کہ میں اس امر کے متعلق یہ اور یہ گمان کرتا ہوں۔ لیکن حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ جیسا آپ فرماتے تھے ویسا ہی

ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ تشریف فرما تھے کہ سامنے سے ایک شخص گذرا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا گمان غلط نکلا۔

یہ تو زمانہ جاہلیت میں نجومی اور فال بتانے والا تھا۔ اور اب ایک پرانے دین پر ہے۔ ذرا اس کو میرے پاس تو لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوگیا تو فاروق اعظمؓ نے فرمایا۔ کیا میرا یہ گمان غلط ہے کہ اب تک تم اپنے پرانے مذھب پر قائم ہو اور زمانہ جاہلیت میں تم نجومی اور فال دیکھنے والے تھے، اُس نجومی نے جواب دیا۔ میں نے آج تک تم جیسا مسلمان نہیں دیکھا۔ آپؓ نے فرمایا تو اچھا اب تم مجھے اپنے پورے حالات بتلاؤ۔ اس پر اس نجومی نے کہا کہ ہاں میں ایام جاہلیت میں اُن کا کاہن تھا۔ اس کو امام بخاریؒ نے بھی بیان کیا ہے۔

کرامات

حضرت سیدنا عثمان بن عفان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱) عَنْ مَالِكٍ وَكَانَ رَأَى عُثْمَانُ مَقْتُولًا عَلَى بَابٍ وَاَنَّ رَأْسَهُ لَيَقُوْلُ طَقْ طَقْ حَتّٰى صَارُوْا بِهِ اِلٰى حَشِّ كَوْكَبٍ فَاحْتُفِرَ لَهُ (استیعاب صلہ ۹۱ ج ۲) حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے کہ خلیفہ سوم حضرت ذو النورین شہید کی نعش مبارک آپ کے دروازہ پر رکھی ہوئی تھی اور آپ کی زبان مبارک سے طق طق "دفن دفن" کی پے درپے آواز آرہی تھی، چنانچہ آپ کی نعش مبارک باغ کوکب پہنچائی گئی جہاں آپ دفن کئے گئے۔

(۲۲) وَفِي الْقِصَّةِ الْمَذْكُوْرَةِ قَالَ مَالِكٌ وَكَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَمُرُّ بِحَشِّ كَوْكَبٍ فَيَقُوْلُ اِنَّهُ سَيُدْفَنُ هٰهُنَا رَجُلٌ صَالِحٌ ترجمہ ترجمہ۔ امام مالک سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ جب کبھی باغ کوکب سے گذرتے تو فرماتے کہ یہاں عنقریب ایک نیک مرد دفن کیا جائے گا۔

چنانچہ آپ خود وہاں دفن کئے گئے۔

(۲۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُثْمَانَ اَصْبَحَ فَحَدَّثَ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ يَا عُثْمَانُ اَفْطِرْ عِنْدَنَا

فَاَصْبَحَ عُثْمَانُؓ صَائِمًا فَقُتِلَ مِنْ يَوْمِهٖ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ
(قرۃ العینین ص ۱۳۸) ترجمہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے ایک دن صبح کے وقت بیان فرمایا میں نے رات کو دیکھا کہ سرکار کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمان آج کا روزہ ہمارے پاس کھولنا۔

چنانچہ حضرت عثمان ذی النورینؓ کو روزہ کی حالت میں اسی دن شہید کیا گیا۔ اس واقعہ کو حاکم نے بھی بیان کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے سرور عالمؐ کو خواب میں یہ بھی کہتے سنا کہ اے عثمانؓ تم جمعہ کے دن ہمارے پاس آجاؤ گے۔ تفصیل کے لئے قرۃ صفحہ (۱۳۸) چونکہ جمعہ کے دن ہی آپ نے روزہ کی حالت میں جام شہادت نوش فرمایا جس سے آپ کا جواب مزید کسی تعبیر کا محتاج نہیں رہا۔ یہ آپ کی کرامت نہیں تو کیا چیز تھی۔

(۴۲) عَنْ مِحْجَنٍ مَوْلٰی عُثْمَانَؓ قَالَ كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ فِي اَرْضِهٖ قَدْ خَلَتْ عَلَيْهِ اِمْرَاَةٌ بِشَيْءٍ فَقَالَتْ اِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَقَالَ اَخْرِجْهَا يَا مِحْجَنُ فَاَخْرَجْتُهَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَقَالَتْ اِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَقَالَ اَخْرِجْهَا يَا مِحْجَنُ فَاَخْرَجْتُهَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَقَالَتْ اِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَقَالَ عُثْمَانُ وَيْحَكَ يَا مِحْجَنُ اُرَاهَا بِضُرٍّ وَاِنَّ الضُّرَّ يَحْمِلُ عَلَى الشَّرِّ فَاذْهَبْ بِهَا حَتّٰى تَضُمَّهَا اِلَيْكَ فَاَشْبِعْهَا وَاكْسُهَا فَذَهَبْتُ بِهَا فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ بِهَا حَتّٰى رَجَعَتْ اِلَيْهَا نَفْسُهَا ثُمَّ قَالَ عُثْمَانُ اَوْقِرْ لَهَا تَمْرًا وَّشَعِيْرًا دَقِيْقًا وَزَبِيْبًا ثُمَّ

اِذْهَبْ بِهَا فَاِذَا لَمْ تَرَ قَوْمًا يَغْدُوْنَ بَادِيَةً اَهْلِهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِمْ ثُمَّ

قُلْ لَهُمْ يُرَدُّوْهَا اِلٰى اَهْلِهَا فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ بِهَا فَبَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ بِهَا

اِذْ قُلْتُ لَهَا اَنْقِرِيْتُ بِمَا اَقْرَرْتِ بِهٖ بَيْنَ يَدَيْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

قَالَتْ اِنَّمَا قُلْتُ ذٰلِكَ مِنْ ضُرٍّ مَا بِيْ رَوَاهُ الْعُقَيْلِيُّ ۔

(کنزالعمال حصہ ۳ ج ۶) حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام "محجن" کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے ساتھ آپ کی ایک زمین پر گیا جہاں ایک عورت نے جو کسی تکلیف کا شکار تھی آپ کے پاس آکر عرض کیا اے امیرالمومنین!! مجھ سے زنا کی غلطی ہوگئی ہے۔ اس پر آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس عورت کو نکال دو۔ چنانچہ میں نے اس کو بھگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس عورت نے آکر پھر کہا کہ میں نے تو زنا کیا ہے۔

چنانچہ سرکار کے فرمانے پر کہ اے محجن اسے باہر نکال دو میں نے دور بھگا دیا اور تیسری مرتبہ اس عورت نے پھر آکر کہا اے خلیفہ وقت میں نے بلاشک وشبہہ زنا کیا ہے اور میرے تین مرتبہ کے اقرار پر حد زنا جاری فرمائی جاوے۔ اس پر میرے آقا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا او ناواقف محجن!! اس عورت پر مصیبت آپڑی ہے اور مصیبت و تکلیف ہمیشہ شر و فساد کا سبب ہوتی ہے۔ تم جاؤ اور اس کو اپنے ساتھ لیجا کر اس کو پیٹ بھر روٹی اور تن بھر کپڑا دو۔ چنانچہ اس دیوانی کو میں اپنے ساتھ لے گیا اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو میرے آقا نے فرمایا تھا۔ یعنی میں نے اسے آرام سے رکھا تھوڑے دنوں بعد جب اس کے ہوش و حواس ٹھکانے لگے اور وہ

مطمئن ہو گئی۔ تب آپ نے فرمایا کہ اچھا کہ اب کھجور، آٹا اور کشمکش بھرا ایک گدھا بھر کر کل اسکو جنگل کے باشندوں کے پاس لیجاؤ اور ان بادیہ نشینوں سے کہو کہ اس عورت کو اس کے کنبہ والوں اور اہل وعیال کے پاس پہنچا دیں چنانچہ میں کھجوروں کشمکش اور آٹے سے بھرے ہوئے گدھے کو لیکر اسکے ساتھ راوانہ ہوا۔ میں نے رستہ چلتے چلتے کہا کہ کیا اب بھی تم اس بات کا اقرار کرتی ہو جس کا تم نے امیرالمومنین کے سامنے اقرار کیا تھا وہ کہنے لگی نہیں اور ہرگز نہیں۔ کیونکہ میں نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ تو صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کے پہاڑ بیٹ پڑنے سے کہا تھا۔ تاکہ حد لگادی جا اور مصیبتوں سے نجات پاجاؤں اس واقعہ کو عقیلی نے بھی کہا ہے۔

لوگو!! دیکھو یہ الہامی کشف تھا۔ جو بالکل صحیح واقعہ ثابت ہوا اس سے بڑھ کر اور کس کرامت کے طلبگار ہو۔ خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذی النورین رض مجسم کرامت تھے انکی کرامتوں کو از خروارے بیان کیا گیا ہے۔

کرامات سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(۲۵) قَالَ عَلِیٌّ اَمَا اِنَّ ھٰذَا قَاتِلِیْ قِیْلَ فَمَا یَمْنَعُکَ مِنْہُ قَالَ اِنَّہٗ لَمْ یَقْتُلْنِیْ بَعْدُ

(استیعاب صہ ۵۸۳ نمبر ۲ ج ۲) ترجمہ۔ حضرت شیر خدا نے ابن ملجم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا آگاہ ہو جاؤ یہ شخص مجھے قتل کرے گا۔ اس پر جب لوگوں نے کہا کہ اس کے قصاص کے بارہ میں کیا چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسی نے ابھی تک مجھ کو قتل نہیں کیا ہے۔ اسلئے اس سے قصاص لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔

آخر کار جیسا آپؓ نے فرمایا وہی شیطنت پیش آئی یعنی بدبخت ابن ملجم نے آپؓ کو شہید کیا۔

دیکھئے ان صحابہ کرام کی ہر گفتگو میں الہام کنسی ہوا کرتا تھا جو ان حضرات کی کرامات ہیں۔

(۲۶) اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ فِی الدَّلَائِلِ عَنْ زَاذَانَ اَنَّ عَلِیًّا حَدَّثَ بِحَدِیْثٍ فَکَذَّبَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ اَدْعُوْ عَلَیْکَ اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا قَالَ اُدْعُ فَدَعَا عَلَیْہِ فَلَمْ یَبْرَحْ حَتّٰی ذَھَبَ بَصَرُہٗ

(تاریخ الخلفاء صہ ۱۲۵، ۱۲۶) ترجمہ۔ طبرانیؒ نے کتاب الاوسط میں اور ابو نعیم رح نے کتاب الدلائل میں جناب زاذن سے روایت کی ہے کہ جناب حیدر کرارؓ نے کسی سے گفتگو فرمائی جس نے دوران گفتگو ہی میں آپ کو جھٹلایا اس پر جناب شیر خداؓ نے فرمایا کہ جھوٹا تو در اصل تو ہے اور کیا تیرے جھوٹ کے

اظہار کے لئے میں جناب باری عز اسمہ میں بد دعا کروں؟ اس بیوقوف نے اپنے جھوٹ کو چھپانے کیلئے بڑی دلیری سے کہا کہ میں تو سچا ہوں اگر میں جھوٹا ہونگا تو آپ کی بد دعا مجھے لگے گی۔ آپ شوق سے بد دعا کیجیے۔ چنانچہ جناب علیؓ نے اس جھوٹے کے حق میں بد دعا کی اور آپؓ کی دعا قبول ہو گئی۔ یعنی وہ جھوٹا ابھی بیٹھا تھا کہ بد دعا کے ساتھ ہی اندھا ہو گیا اور اس مجلس سے اُٹھنے بھی نہ پایا۔

(٢٧) عَنْ اَبِیْ یَحْیٰی قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ لَا یَقُوْلُہَا اَحَدٌ بَعْدِیْ اِلَّا کَاذِبٌ فَقَالَہَا رَجُلٌ فَاَصَابَتْہُ جَنَّۃٌ رَوَاہُ الْعَدَنِیُّ۔

کہتے ہیں کہ میں نے جناب علیؓ سے یہ کہتے سنا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہؐ کا بھائی ہوں۔ اور اس کلمہ کو میرے بعد سوائے کسی کذاب کے اور کوئی زبان پر نہیں لائے گا۔

عدنیؒ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنینؓ کی موجودگی میں ان کلمات کو جس نے اپنی زبان سے ادا کیا وہ فوراً ہی مجنون اور پاگل ہو گیا۔

(٢٨) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ خَطَبَ عَلِیٌّ فَقَالَ اُنْشِدُ اللّٰہَ اِمْرَاءً نَشَدَہُ الْاِسْلَامَ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِیَدِیْ یَقُوْلُ اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ اَنْفُسِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰہُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ

خَنَ لَهٗ اِلَّا قَامَ فَشَهِدَ بِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَشَهِدُوْا وَكَتَمَ قَوْمٌ فَمَا فَنُوْا مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا عَمُوْا وَبَرِصُوْا رَوَاهُ الْخَطِيْبُ فِي الْاَفْرَادِ

(کنز العمال ص ۳۹۷ ج ۶) ترجمہ۔ قاضی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ جناب شیر خداؑ نے خطبہ پڑھتے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اسلامی قسم دلاتا ہوں ہر اس شخص کو جس نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بیچ میں جحفہ کے پاس جو مقام خم غدیر کے نام سے موسوم ہے اس میں حضور سرور کائناتؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ اے مسلمانوں! کیا میں تمہاری جانوں سے زیادہ تم کو پیارا نہیں ہوں؟ ان سب لوگوں کے اقرار کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ میں جس کا پیارا ہوں تو علی بھی اس کے پیارے ہیں اے پروردگار تو محبوب کرلے اس کو جو محبوب کرے علیؑ کو اور دشمنی کا مزہ چکھاوے اسکو جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔ اور اے بار خدایا جو علیؑ کی مدد کرے تو تو اسکی مدد کر، اور ذلیل و رسوا کر اس کو جو علیؑ کو مصیبت میں تنہا چھوڑ دے۔ لوگو! سرکار کائناتؐ کو یہ اقوال کہتے ہوئے جس کسی نے سنا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ اس سے زیادہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ ان آدمیوں کے سوا ایک قوم نے اس شہادت کو چھپایا جس کی وجہ سے ان کو برص کا مرض ہو گیا۔ یعنی ان کے جسم پر سفید داغ پڑ گئے اور وہ سب اندھے ہو کر اس دنیا سے فنا ہوئے اس واقعہ کو خطیبؒ نے افراد میں بھی بیان کیا ہے۔

آپنے یہ زندہ کرامت دیکھی کہ اس قوم کے افراد اندھے ہو کر

موت کے گھاٹ اترتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ الْخَطَایَا۔

(۲۹) عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عَرَضَ لِعَلِیٍّؓ رَجُلَانِ فِیْ خُصُوْمَۃٍ مَجْلِسٍ فِیْ اَصْلِ جِدَارٍ فَقَالَ رَجُلٌ اَلْجِدَارُ فَقَالَ امْضِ کَفٰی بِاللّٰہِ حَارِسًا فَقَضٰی بَیْنَھُمَا وَقَامَ ثُمَّ سَقَطَ الْجِدَارُ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الدَّلَائِلِ (کنز العمال ص۲۰۳ج ۶) ترجمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوار جناب امام محمد باقرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرانے کیلئے جناب شیر خداؓ کے پاس آئے اور ان کا جھگڑا سننے کیلئے آپؓ ایک دیوار کی جڑ میں بیٹھ گئے ایک نے کہا کہ دیوار گر رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنا بیان شروع کرو حفاظت کے لئے اللہ کافی ہے جب ان دونوں کے بیانات کو سن کر مقدمہ کا فیصلہ کر کے کھڑے ہو گئے تو اس کے بعد دیوار گر پڑی۔ اس واقعہ کو ابونعیم نے بھی کتاب الدلائل میں بیان کیا ہے۔

(۳۰) عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی عَلِیًّاؓ فَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَکَانَ قَدْ بَلَغَہٗ عَنْہُ قَبْلَ ذٰلِکَ شَیْءٌ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّؓ لَیْسَ کَمَا تَقُوْلُ وَاَنَا فَوْقَ مَا فِیْ نَفْسِکَ رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا وَابْنُ عَسَاکِرَ (کنز العمال ص۴۱۳ ج ۶)

ترجمہ ابوالبختری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ کے پاس آکر آپؓ کی بڑھ چڑھ کر تعریف کرنا شروع کی۔ اس شخص کے متعلق جناب علیؓ کو اس سے پہلے ہی کچھ معلومات ہو چکی تھیں۔ آپؓ نے فرمایا تو جو بات نہیں بلکہ تو جو منافقانہ مدح سرائی کر رہا ہے میں تو اس سے بہت زیادہ بلند

ہوں یعنی تو جس قدر میرا مرتبہ سمجھتا ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالےٰ نے مجھے سربلند اور ذی مرتبہ کیا ہے اس واقعہ کو ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

حیدر کرارؓ کو اس جھوٹے مدح سرا کی خوشامد کا کشف ذریعہ الہام ہو جانا کرامت ہے۔

(۳۱) عَنْ جَعْفَرٍ لَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ کَانَ عَلِیٌّ یُفْطِرُ عِنْدَ الْحَسَنِ لَیْلَۃً وَعِنْدَ الْحُسَیْنِ لَیْلَۃً وَلَیْلَۃً عِنْدَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ لَا یَزِیْدُ عَلَی اللُّقْمَتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّمَا ھِیَ لَیَالٍ قَلَائِلُ یَاْتِیْ اَمْرُ اللّٰہِ وَاَنَا خَمِیْصٌ فَقُتِلَ مِنْ لَیْلَتِہٖ رَوَاہُ الْعَسْکَرِیُّ۔ کنز العمال۔

صفحہ ۴۰۹ ج ۶) ترجمہ امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ رمضان کا مہینہ تھا اور جناب شیر خداؓ ایک ایک دن جناب امام حسنؓ جناب امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پاس روزہ افطار کرتے تھے اور دو تین لقموں سے زیادہ تناول نہیں کرتے تھے۔ آپؓ کی کم خوردنی دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ آپ اس قدر کم کیوں کھا رہے ہیں؟ آپ نے جواب یا میری زندگی تو بہت تھوڑی سی رہ گئی ہے وہ وقت قریب ہے کہ میں بھوکا رہوں گا اور موت کا فرشتہ آجائے گا۔ آپؓ اسی شب میں شہید کر دئے گئے اس واقعہ کو عسکری نے بھی بیان کیا ہے۔

(۳۲) عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ لَقِیَنِیْ حَبِیْبِیْ فِی الْمَنَامِ نَبِیُّ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَشَکَوْتُ اِلَیْہِ مَا لَقِیْتُ مِنْ اَھْلِ الْعِرَاقِ بَعْدَہٗ

قوعدنى الراحة منهم الى قريب فما بعث الا ثلثا رواه العدنى

(کنز العمال صہ ۱۱۲ ج ۶) ترجمہ حضرت امام حسن رض و حسین رض سے مروی ہے۔ کہ جناب شیر خدا ع نے فرمایا کہ رات کو خواب میں میرے محبوب یعنی رسول خدا سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے عراقیوں کے اس طرز عمل کی شکایت کی جو آپ کے بعد انھوں نے مجھے مخالفت اور ایذا رسانی کر کے پہنچائیں اس پر رسالتمآب نے مجھے ان کی ایذا رسانی سے نجات دلا کر عنقریب راحت و آرام دلانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس خواب کے بعد جناب شیر خدا ع صرف تین دن اس دنیا میں مقیم رہے اور اس کے بعد شہید کر دیئے گئے۔ اس واقعہ کو عدنی نے بھی بیان کیا ہے۔

(۳۳) عن الحسن بن كثير عن ابيه قال خرج على الى الفجر فاقبل الوز يصحن فى وجهه فطردوهن عنه فقال ذروهن فانهن نوائح فضربه ابن ملجم رواه ابن عساكر كنز العمال صہ ۴۱۳ ج ۶ ترجمہ جناب حسن بن کثیر رض اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیر خدا ع نماز فجر کیلئے تشریف لے گئے جہاں بطین آپ کے سامنے آکر آپ کو دیکھ کر چلانے لگیں۔ لوگوں نے ان کو آپ کے پاس سے ہنکایا۔ تو آپ نے فرمایا ان کو رہنے دو چھوڑ دو یہ تو نوحہ پڑھ رہی ہیں۔ پھر ابن ملجم نے آپ ع کو شہید کیا اس واقعہ کو ابن عساکر رح نے بھی ذکر کیا ہے۔

(۳۴) عن عاصم بن ضمرة قال خطب الحسن بن على رض وقال فيه كان النبى اذا بعثه فى سرية كان جبريل عن يمينه وميكائيل

عَنْ يَّسَارِهٖ وَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ۔

(کنزالعمال ص۱۳ ج۶) ترجمہ جناب عاصم بن ضمرہؒ سے روایت ہے کہ جناب امام حسین بن علیؓ نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا کہ سرکار دوجہاںؐ جب والد بزرگوار حضرت علیؓ کو کسی جہاد میں روانہ کرتے تو آپؓ کے داہنی طرف جبریل امینؑ اور بائیں جانب حضرت میکائیل ہوتے تھے اور آپؓ اس جنگ کو جیت کر واپس آجاتے تھے یعنی جہاد میں حضرت علیؓ کے ساتھ جبریل اور میکائیلؑ رہا کرتے تھے۔ اور اللہ کی امداد سے جناب شیر خداؓ اس جنگ کو جیت لیتے تھے۔ ا

اس روایت کو ابن ابی شیبہؒ نے بھی بیان کیا ہے۔

(۳۵) عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَلِیٍّ حِیْنَ بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَایَتِهٖ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحِصْنِ خَرَجَ اِلَیْهِ اَهْلُهٗ فَقَاتَلَهُمْ فَضَرَبَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْیَهُوْدِ فَطَرَحَ تُرْسَهٗ مِنْ یَّدِهٖ فَتَنَاوَلَ عَلِیٌّ بَابًا کَانَ عِنْدَ الْحِصْنِ فَتَرَّسَ نَفْسَهٗ فَلَمْ یَزَلْ فِیْ یَدِهٖ وَهُوَ یُقَاتِلُ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ اَلْقَاهُ مِنْ یَّدِهٖ حِیْنَ فَرَغَ فَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِیْ سَفَرٍ مَّعِیْ سَبْعَةٌ اَنَا ثَامِنُهُمْ نَجْهَدُ عَلٰی اَنْ نَّقْلِبَ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(الرحمۃ المہداۃ مطبوعہ فاروقی دہلی ص۲۱۶ ج۲) ترجمہ حضرت ابو رافع روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالمؐ نے جب حضرت علی کو اپنا جھنڈا دیکر خیبر کی طرف روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ہم قلعہ خیبر کے پاس پہنچے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے تو خیبر والے آپؓ پر ٹوٹ پڑے آپ نے کشتوں کے

پشتے لگا دیئے تھے کہ آپ پر ایک یہودی نے چوٹ کر کے آپ کے ہاتھ سے آپ کی ڈھال گرادی۔ اس پر جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے ایک دروازہ کو اکھیڑ کر اپنی ڈھال بنا لیا۔ اور اس کو ڈھال کی حیثیت سے اپنے ہاتھ میں لیئے ہوئے شریک جنگ رہے۔ بالآخر دشمنوں پر فتح حاصل ہو جانے کے بعد اس ڈھال نما دروازہ کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ اس سفر میں میرے ساتھ سات آدمی اور بھی تھے اور ہم آٹھوں آدمی مل کر اس دروازہ کو اُلٹ دینے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ دروازہ جس کو تن تنہا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک ہاتھ میں اٹھا لیا تھا اس کو ہم آٹھوں آدمی کوشش کے باوجود پلٹ تک نہ سکے اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

حضرت والا درجت مرشدی فرماتے تھے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول۔ مَا حَمَلْتُهَا بِقُوَّةٍ وَلٰكِنْ حَمَلْتُهَا بِقُوَّةِ الْإِلٰهِيَّةِ۔ یعنی میں نے اس کواڑ کو انسانی قوت کے بل بوتہ نہیں اٹھایا بلکہ قوت الٰہی سے اٹھایا۔

اس قصہ کو امام احمد نے بھی بیان فرمایا ہے۔

(۳۶) رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ فِي قِصَّةٍ طَوِيْلَةٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرْكًا مِنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَاتَّقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(مشکوٰۃ ص۵۵۲ ج ۲) ترجمہ علامہ بیہقیؒ نے دلائل نبوت میں ایک طویل قصہ کے ماتحت بیان کیا ہے کہ رسول اللہ کے انتقال کے بعد جب ماتم پرسی ہونے لگی تو صحابہؓ نے گھر کے کونے سے ایک آواز سُنی ـــ

اے رسول اللہ کے گھر والو!! تم پہ اللہ کا سلام ہو اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ وہ ہر مشکل کو ٹال دیتا ہے۔ وہی بندوں کے غم غلط کرتا ہے۔ ہر وقت ہونے والی چیز کا وہ خوب پہچاننے والا ہے۔ اور ہر ہلاک ہونے والی چیز کا وہ خود نعم البدل جو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی سے امید رکھو۔ کیونکہ مصیبت زدہ تو دراصل وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم اور مایوس رہے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا جانتے ہو یہ کون تھے؟ یہ خضر علیہ السلام تھے جو نبی تو نہیں لیکن کامل ولی ہیں۔

آپؓ کا حضرت خضر علیہ السلام کو شناخت کر لینا یہ بھی منجملہ دیگر کرامات کے آپؓ کی ایک کرامت تھی۔

انہی شخصیتوں کے لئے تو کہا گیا ہے۔

آنکس کہ ترا شناخت جاں راچہ کند — فرزند و عیال و خان و ماں راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی — دیوانۂ تو ہر دو جہاں راچہ کند

کرامات سبط رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۷۳ تا ۷۶) لما قتل الحسین مکثت الدنیا سبعۃ ایام والشمس علی الحیطان کالملاحف المعصفرۃ والکواکب یضرب بعضھا بعضا وکان قتلہ یوم عاشوراء وکسفت الشمس ذلک الیوم واحمرت آفاق السماء ستۃ اشھر بعد قتلہ ثم زالت الحمرۃ تری فیھا بعد ذلک ولم تکن تری فیھا قبلہ وقیل انہ لم یقلب حجر بیت المقدس یومئذ الا وجد تحتہ دم عبیط وصار الورس الذی فی عسکرھم رمادا ونحروا ناقۃ فی عسکرھم فکانوا یرون فی لحمھا مثل النیران وطبخوھا فصارت مثل العلقم وتکلم رجل فی الحسین بکلمۃ فرماہ اللہ بکوکبین من السماء فطمس بصرہ کذا فی تاریخ الخلفاء ص۱۴۵ وفیہ ایضا اخرج ابو نعیم فی الدلائل عن ام سلمۃ قالت سمعت الجن تبکی علی حسین وتنوح علیہ

ترجمہ جب حضرت امام حسینؑ شہید کئے گئے تو دنیا کی سات دن تک یہ حالت تھی کہ:-

۱ - سورج کی روشنی دیواروں پر کسم میں رنگی ہوئی چادروں کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ یعنی دھوپ بالکل پھیکی معلوم ہوتی تھی۔

۲ - اور ایک ستارہ دوسرے ستارے پر گر رہا تھا یعنی لگاتار آسمانی تارے ٹوٹ رہے تھے۔

۳ ۔ آپ کی شہادت دسویں محرم ۶۱ھ میں ہوئی اور اسی دن شدید ترین سخت سورج گرہن لگا۔

۴ ۔ آپ کی شہادت کے چھ ماہ بعد تک آسمان کے کنارے کچھ عجیب طرح سُرخ رہے اور پھر وہ سرخی جاتی رہی۔ شہادت سے پہلے اور اس کے بعد پھر کبھی ویسی سُرخی نہیں دیکھی گئی۔

۵ ۔ آپ کی شہادت کے دن بیت المقدس میں ہر پتھر کے نیچے سے تازہ تازہ خون نکلا۔

۶ ۔ ظالموں کی فوج میں جو پہلے رنگ کی گھانس رکھی ہوئی تھی وہ راکھ ہو گئی۔

۷ ۔ ان ظالموں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹنی ذبح کی تو اس کے گوشت میں سے آگ کی چنگاریاں نکلتے دیکھیں۔

۸ ۔ اور جب اس کا گوشت پکایا تو وہ اندرائن کی طرح کڑوا زہر ہو گیا۔

۹ ۔ ایک شخص نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے گستاخ باتیں کیں تو خدائے جبار و قہار نے اس پر دو آسمانی ستارے پھینکے جن سے اس کی قوت بصارت جاتی رہی تفصیل کے لئے دیکھئے (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵)

۱۰ ۔ اور ان ایام کی اسی حالت سے متعلق حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب دلائل میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کو روتے اور نوحہ کرتے سُنا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ دس کرامتیں تاریخ خلفاء سے نقل کی گئی ہیں مابقی آگے دیکھئے۔

حضرت مولانا تھانویؒ نے کسوف شمس سے اہل ہیئت کی اصطلاح جو آخری مہینہ میں رونما ہوتی ہے وہ نہیں بلکہ لغوی معنی یعنی آفتاب کا بے نور ہو جانا بتایا ہے۔

نیز ان مذکور بالا کرامات کو حافظ حدیث ابن حجرؒ نے مزید صحیح حوالوں کے ساتھ کتاب تہذیب التہذیب کی جلد دوم صفحات (۳۵۴ و ۳۵۵) پر بھی بیان کیا ہے۔

(۴۷ تا ۵۳) قَالَ خَلَفُ بْنُ خَلِیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ اسْوَدَّتِ السَّمَاءُ وَظَهَرَتِ الْكَوَاكِبُ نَهَارًا وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ الْاَسَدِیُّ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ مُنْذِرِ الثَّوْرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ جَاءَ رَجُلٌ یُبَشِّرُ النَّاسَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ فَرَاَیْتُهٗ اَعْمٰی یُقَادُ وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ حَدَّثَتْنِیْ جَدَّتِیْ اُمُّ اَبِیْ قَالَتْ شَهِدَ رَجُلَانِ مِنَ الْجُعْفِیِّیْنَ قَتْلَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَتْ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَطَالَ ذَكَرُهٗ حَتّٰی كَانَ یَلُفُّهٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ یَسْتَقْبِلُ الرَّاوِیَةَ بِفِیْهِ حَتّٰی یَاْتِیَ عَلٰی اٰخِرِهَا وَفِیْ قِصَّةٍ عَنِ السُّدِّیِّ فَقُلْنَا مَا شَرِكَ فِیْ قَتْلِهٖ اَحَدٌ اِلَّا مَاتَ بِاَسْوَءِ مِیْتَةٍ فَقَالَ مَا كَذَبَكُمْ یَا اَهْلَ الْعِرَاقِ فَاَنَا مِمَّنْ شَرِكَ فِیْ ذٰلِكَ فَلَمْ یَبْرَحْ حَتّٰی دَنَا مِنَ الْمِصْبَاحِ وَهُوَ یَتَّقِدُ بِنَفْطٍ فَذَهَبَ یُخْرِجُ الْفَتِیْلَةَ بِاِصْبَعِهٖ فَاَخَذَتِ النَّارُ فِیْهَا فَذَهَبَ یُطْفِئُهَا بِرِیْقِهٖ فَاَخَذَتِ النَّارُ فِی اللِّحْیَةِ فَعَدَا فَاَلْقٰی نَفْسَهٗ فِی الْمَاءِ فَرَاَیْتُهٗ كَاَنَّهٗ حُمَمَةٌ

(تہذیب التہذیب للحافظ ابن حجرؒ ص ۳۵۴ و ۳۵۵ ج ۲) ترجمہ۔

خلف بن خلیفہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ کی شہادت کیوقت آسمان کالا ہو گیا اور دن میں ستارے نکل آئے۔

محمد بن صلت ابدی نے ربیع بن منذر توری اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آکر امام حسینؓ کی شہادت کی اطلاع دی اور وہ اندھا ہو گیا جس کو دوسرا آدمی کھینچ لیگیا

ابن عبیرہ کا بیان ہے کہ مجھ سے میری دادی نے کہا قبیلہ جعفیین کے دو آدمی جناب امام حسینؓ کے قتل میں شریک تھے جن میں سے ایک کی شرمگاہ اتنی لمبی ہوئی کہ وہ مجبوراً اس کو لپیٹتا تھا اور دوسرے آدمی کو اتنا سخت استسقا ہو گیا کہ وہ پانی کی بھری ہوئی مشک کو منہ سے لگا لیتا اور اس کی آخری بوند تک چوس جاتا۔

سدیؔ ایک قصہ بیان کرتے کہ میں ایک جگہ مہمان گیا۔ جہاں قتل حسینؓ کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ میں نے کہا حسینؓ کے قتل میں جو شریک ہوا وہ بڑی موت مرا جس پر گفتگو کرنے والے نے کہا۔ اے عراقیو! تم کتنے جھوٹے ہو۔ مجھے دیکھو میں قتل حسینؓ میں شریک تھا لیکن اب تک بڑی موت سے محفوظ ہوں۔

اسی لمحہ اس جلتے ہوئے چراغ میں اور تیل ڈال کر بتی کو اپنی انگلی سے ذرا بڑھایا ہی تھا کہ پوری بتی میں آگ لگ گئی جسے وہ اپنے تھوک سے بجھا رہا تھا کہ اس کی داڑھی میں آگ لگ گئی تو وہاں سے دوڑا۔ اور پانی میں کود پڑا تا کہ آگ بجھ جائے لیکن آخر کار جب اسے دیکھا تو وہ

جل کر کوئلہ ہو گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں دکھا دیا کہ تیری شرارت کا یہ انجام ہے۔

(۵۳) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ لَمَّا جِيْئَ بِرَاسِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ وَاَصْحَابِهٖ نُضِدَتْ رُؤُسُهُمْ فِيْ رَحْبَةِ الْمَسْجِدِ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ فَاِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّؤُسَ حَتّٰى دَخَلَتْ فِيْ مَنْخِرِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهِ وَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ تیسر کشوری صفحہ ۱۵ (۲۶)

ترجمہ۔ عمارہ بن عمیر نے بیان کیا کہ جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لاکر مسجد کے برآمدے میں برابر رکھے گئے اور میں اس وقت ان لوگوں کے پاس پہنچا جبکہ وہ لوگ کہہ رہے تھے وہ آگیا۔ وہ آگیا کہ اتنے میں ایک سانپ نے آکر ان سروں میں گھسنا شروع کیا اور عبیداللہ بن زیاد کے نتھنے میں گھستا اور اس میں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر باہر آجاتا۔
اس واقعہ کو امام ترمذیؒ نے بیان کر کے اس کی سند کو بھی صحیح کہا ہے۔

کرامات سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۵۴ و ۵۵) فی تاریخ الخلفاء ما لفظہ قال ابن عبد البر روینا من وجوہ انہ لما احتضر قال لاخیہ یا اخی ان اباک استشرف لھذا الامر فصرفہ اللہ عنہ ووَلیھا ابوبکرؓ ثم استشرف لھا وصرفت عنہ الی عمرؓ ثم لم یشک وقت الشوریٰ انھا لا تعدوہ فصرفت عنہ الی عثمانؓ فلما قتل عثمان بویع علیؓ ثم نوزع حتی جرد السیف فما صفت لہ وانی واللہ ما اری ان یجمع اللہ فینا النبوۃ والخلافۃ فلا اعرفن ما استخفک سفھاء الکوفۃ فاخرجوک وقد کنت طلبت الی عائشۃ ان ادفن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت نعم وما اظن القوم الا سیمنعونک فان فعلوا فلا تراجعھم فلما مات اتی الحسینؓ الی ام المؤمنین عائشۃؓ فقالت نعم وکرامۃ فمنعھم مروان فلبس الحسینؓ ومن معہ السلاح حتی ردہ ابوھریرۃؓ ثم دفن بالبقیع الی جنب امہ (ص ۱۳۵) ترجمہ حافظ حدیث ابن عبدالبر نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ ہم کو کئی سندوں سے یہ خبر پہنچی ہے حضرت امام حسنؓ قریب المرگ ہوئے تو انھوں نے حضرت حسینؓ سے کہا اے بھائی!!! ابا جان کو امر خلافت کا خیال ہوا تھا کہ اسلام کی خدمت کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض حکمتوں اور مصلحتوں کے مدنظر ان کو خلافت نہ دیکر

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کا والی بنا دیا۔ ان کی وفات کے بعد جب پھر ابا جان کو اسکا خیال ہوا تو سلطنت خلافت حضرت عمرؓ کے حوالہ کر دی۔ اور فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد مجلس شوریٰ میں ابا جان کو یقین تھا کہ خلافت اُن سے تجاوز نہ کرے گی یعنی وہی خلیفہ مقرر کئے جائیں گے لیکن خلافت کی باگ ڈور حضرت عثمانؓ کے سپرد کر دی گئی۔ اور حضرت عثمان کی شہادت کے بعد والد بزرگوار حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی یعنی وہ خلیفہ بنائے گئے پھر ایک فتنہ برپا ہوا جسمیں تلواریں کھینچ لی گئیں اور لڑائیاں ہوئیں یعنی وہ خلافت ابا جان کو بلا غبار نہیں ملی خدا کی قسم میں یہ امر تجویز نہیں کرتا اللہ تعالیٰ ہم اہل بیت نبوتؐ میں نبوت اور خلافت دونوں چیزوں کو جمع کر دے۔ یعنی میرا اندازہ یہ ہے کہ خلافت اہل بیت میں نہیں رہے گی۔ اور یقیناً میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوفے کے بیوقوف تمکو حرکت دیکر جنگ و جدال کیطرف متوجہ کر دیں اور تمکو وطن سے باہر نکال دیں (ان امور کا اسوقت تک بظاہر کوئی قرینہ نہ تھا کہ کوفی حضرت حسینؓ کے ساتھ نازیبا برتاؤ کریں گے۔ لیکن آپ کو کشف کے ذریعہ یہ سب کچھ معلوم ہو جانا آپ کی کرامت تھی)

حضرت امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ میری خواہش یہ کہ میں رسول اللہؐ کے پاس دفن کیا جاؤں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اقرار فرمایا تھا۔ یعنی سرور عالم کے پاس دفن ہونے کی مجھے اجازت دیدی تھی اور جب میں مر جاؤں تو اسکی درخواست انسے پھر کر لینا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی میرا گمان ہے کہ قوم تمکو اس

بات سے روکے گی۔ اور اگر وہ ایسا کریں یعنی میرے دفن سے تم کو روکیں تو ان سے بار بار نہ کہنا۔

الحاصل حضرت حسنؓ کی وفات پر جناب حسینؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جا کر کہا انہوں نے جواب دیا نہایت خوشی سے۔ لیکن مدینہ کے گورنر مروان نے انکو وہاں دفن کرنے سے منع کر دیا۔ اس پر حضرت حسینؓ اور انکے رفقاء مسلح ہو کر لڑائی کیلئے آمادہ ہو گئے لیکن ابو ہریرہؓ نے ان کو اس ارادہ جنگ سے باز رکھا اور کہا اس موقع پر اگرچہ مروان نے نامعقول اور ناشائستہ حرکت کی ہے لیکن تمہارا آمادۂ جنگ ہونا مناسب نہیں۔

آخر کار حضرت حسنؓ مقام بقیع میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس دفن ہوئے سیدنا امام حسنؓ کی وفات کے وقت رفقاء اہل بیت کی کثرت کی وجہ سے ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ آپ کو دفن سے روکا جائے گا۔ لیکن امام عالیمقام نے ظاہرا حالت کے خلاف جس ہونے والا واقعہ کو بذریعہ کشف ظاہر کیا وہ آپ کی کرامت تھی۔

کرامات حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۵۶ و ۵۷) فی تہذیب التہذیب (ص۴۸۱ ج۳) وَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ لَمَّا مَاتَ (اے سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍؓ) مَا اَخَفَّ جَنَازَتَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ حَمَلَتْہُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْمَا رُوِیَ عَنْہُ مِنْ وُجُوْہٍ کَثِیْرَۃٍ اِھْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍؓ ترجمہ تہذیب التہذیب

جلد سوم ص۲۸۱) پر درج ہے کہ حضرت سعدؓ کی وفات پر منافقوں نے کہا کہ ان جنازہ کتنا ہلکا ہے۔ اس پر سرور عالمؐ نے ارشاد فرمایا جنازہ کو ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں اس لئے ہلکا معلوم ہو رہا ہے۔ حالانکہ حضرت سعدؓ بڑے موٹے تنومند آدمی تھے جیسا علامہ واقدیؒ نے کتاب المغازی اور زیلعیؒ نے تخریج الہدایہ جلد اول (ص۳۵۷) پر درج کیا ہے۔

اور کئی معتبر سندوں کے ذریعہ مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ سعد بن معاذؓ کی موت کے وقت عرش اعظم بھی اس شوق میں جھوما کہ اب انؓ کی روح ہمارے پاس آجائے گی۔

(۵۸) رَوَی اِبْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ لَقَدْ شَہِدَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلِکٍ ثُمَّ یَنْزِلُوْا اِلَی الْاَرْضِ قَبْلَ ذٰلِکَ الْحَدِیْثَ (زیلعی ص۳۵۷ ج۲)۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے حضرت ابن سعدؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ کے بارے میں رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے جو اس سے پہلے اتنی تعداد میں کبھی زمین پر نہیں آئے۔ تاختم حدیث شریف۔

(۵۹) قَالَ الزہری عَنْ ابن المسیب عَنْ ابن عباس قال سعد بن معاذ ثلث انا فیہن رجل (کما ینبغی) وما سوی ذٰلِکَ فانا رجل مِنَ الناس مَا سمعت مِنْ رسول اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم حدیثا قط الا علمت انہ حق من اللّٰہ تعالٰی ولا کنت فی صلوۃ قط

فَشَغَلَتُ نَفْسِی بِغَیْرِ حَاجَتِی اَقْضِیْهَا وَلَا کُنْتُ فِی جَنَازَةٍ قَطُّ حَدَّثْتُ نَفْسِی بِغَیْرِ مَا تَقُوْلُ وَیُقَالُ لَهَا حَتّٰی اَنْصَرِفَ مِنْهَا قَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ فَهٰذِهِ الْخِصَالُ مَا کُنْتُ اَحْسِبُهَا اِلَّا فِی نَبِیٍّ کَذَا فِی تَهْذِیْبُ التَّهْذِیْبِ

زنکشف ص۳۰۹ ۵۷) ترجمہ زہری نے ابن مسیب کے ذریعہ حضرت ابن عباس کے بیان پر کہا حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ تین آدمیوں میں سے میں ایک شخص ہوں میں نے رسول اللہؐ سے جو حدیث بھی سُنی وہ اللہ تعالے کا حق ہے اور میں نے کثرت مشاغل کے باوجود اپنی پوری نمازیں پڑھی ہیں اور میں جس جنازے میں شریک رہا تو میں نے اس سے باتیں کیں۔

حضرت ابن مسیبؒ کہتے ہیں کہ میں توان خصلتیں کو صرف انبیار کرام ہی جانتا تھا لیکن اپنی آنکھوں سے یہ حضرت سعدؓ ہی دیکھ لیں۔

ایسا ہی تہذیب التہذیب جلد سوم صفحہ (۴۸۲) مطبوعہ حیدرآباد دکن میں مرقوم ہے۔

(۶۰ و ۶۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَمَا رَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ الْحَدِیْثُ وَفِیْهِ وَکَانَ سَعْدٌ اُصِیْبَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ فِی الْاَکْحَلِ فَضَرَبَ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْمَةً فِی الْمَسْجِدِ لِیَعُوْدَهُ مِنْ قَرِیْبٍ فَقَالَ سَعْدٌ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهُ لَیْسَ قَوْمٌ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اُجَاهِدَهُمْ فِیْكَ مِنْ قَوْمٍ کَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ وَاَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّی اَظُنُّ اِنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ فَاِنْ کَانَ بَقِیَ مِنْ حَرْبِ قُرَیْشٍ شَیْءٌ فَاَبْقِنِی حَتّٰی

أُجَاهِدُهُمْ فِيكَ وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتِي فِيهَا فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ فَلَمْ يَرُعْهُمْ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغِذُّ جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا۔

أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ رُمِيَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ فَقَطَعُوا أَكْحَلَهُ أَوْ أَبْجَلَهُ فَحَسَمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّارِ فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَتَرَكَهُ الدَّمُ فَحَسَمَهُ أُخْرَى فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ اللَّهُمَّ لَا تُخْرِجْ نَفْسِي حَتَّى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ فَاسْتَمْسَكَ فَمَا قَطَرَ قَطْرَةً حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ فَحَكَمَ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ رِجَالُهُمْ وَتُسْتَحْيَى نِسَاؤُهُمْ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ وَكَانُوا أَرْبَعَ مِائَةٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِهِمْ انْفَتَقَ عِرْقُهُ فَمَاتَ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ

(تکشف ص ۳۲۹ ج ۵) - ترجمہ حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ کہ جب رسول اللہؐ جنگ خندق سے لوٹ کر آئے۔ اسی میں یہ قصہ بھی ہے کہ حضرت سعدؓ کی ہفت اندام رگ میں تیر لگا تھا، رسول اللہ نے قریب ہی سے ان کی عیادت کیلئے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تھا۔ جس پر حضرت سعدؓ نے دعا کی اے اللہ العالمین تو خوب جانتا ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ کو جھٹلایا اور ان کو مکہ معظمہ سے جلاوطن کیا ہے۔ مجھے ایسے لوگوں سے جہاد کرنا بہت زیادہ محبوب ہے۔

اے اللہ میرا گمان ہے کہ تو نے ہم میں اور ان میں لڑائی بند کر دی ہے

یعنی میرا اپنا ذاتی خیال ہے کہ ہم مسلمانوں اور ان ظالموں میں کوئی جنگ نہیں ہوگی۔ اگر میرا یہ خیال غلط ہے اور قریش کے ساتھ کوئی معرکہ ہونا باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں ان سے جہاد کروں اور اگر میرا یہ گمان غلط ہے کہ ہم سے ان کا کوئی معرکہ نہ ہوگا۔ تو میرے زخم کے خون کو جاری کر دے اور اسی میں مجھے موت دیدے۔ چنانچہ اسی رات کو اس رگ کا منہ کھل گیا اور مسجد والوں نے دیکھا کہ آپ کا خون بہہ رہا تھا آپؓ نے وفات پائی۔

اس حدیث کو شیخان یعنی امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ کو جنگ خندق میں ایک تیر لگا جس سے ہفت اندام کی رگ کٹ گئی جس کو رسول اللہ نے خون تھم جانے کے لئے آگ سے داغ دیا خون تو رک گیا مگر حضرت معاذؓ کا ہاتھ سوج گیا چونکہ خون روانی میں جوش تھا اس لئے خون پھر بہنے لگا آپؐ نے دوبارہ داغ دیا اس سے خون تو رک گیا مگر ہاتھ پر ورم زیادہ ہو گیا حضرت سعدؓ یہ دیکھ کر کہا اے اللہ!! اس وقت تک میری روح پرواز نہ ہو جب تک بنی قریظہ کی طرف سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں یعنی ان کی شرارت کی سزا دیکھنے کے بعد مجھے موت آجائے۔

چنانچہ ان کی رگ کا خون بند ہو گیا اور ایک بوند بھی نہ نکلی یہاں تک کہ بنو قریظہ نے محاصرہ سے عاجز آکر سرکار دو عالم کے حکم پر اس شرط کے ساتھ قلعہ سے باہر آئے کہ حضرت سعدؓ ہمارے لئے

جو تجویز کریں وہی کارروائی ہم سے کی جائے۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے شریعت کے موافق ان کے مقدمہ میں یہ فیصلہ دیا کہ ان کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے سعدؓ تم نے اس مقدمہ میں خدا کے حکم کے موافق فیصلہ دیا ہے ان لوگوں کی تعداد چار سَو تھی حسب فیصلہ مذکورہ جب ان کے قتل سے فراغت ہو گئی تو ان کی وہ ہفت اندام کی رگ پھر پھٹ پڑی اور ان کا انتقال ہو گیا۔

اس روایت کو امام ترمذی نے بھی بیان کیا ہے اور اس کی صحت کا بھی اقبال واقرار کیا ہے۔ (تکشف جلد پنجم صفحات ۸۸ و ۸۹)

اس قصہ میں حضرت سعد بن معاذؓ کی کئی کرامتیں درج ہیں۔ ایک تو یہ کہ میرے خیال سے ہماری اور مشرکین قریش کی جنگ موقوت ہو گئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد کوئی معرکہ نہیں ہوا۔ اور فتح مکہ میں چھوٹی سی تبرد آزمائی اور چھیڑ چھاڑ ہوئی تھی جس کو عربی زبان میں مقاتلہ کہتے ہیں۔

دوسری کرامت جاری خون کا بند ہو جانا اور تیسری کرامت بند خون کا بہنے لگنا اور ادوی کا۔ فَلَمَّا فَرَغَ کا لفظ استعمال کرنا صرف اختصار بیان کے گئے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ فَلَمَّا فَرَغَ وَدَعَا بِمَا نِي الْمُحَلِّ الْاَوّلِ فَانْفَتَقَ۔ تفصیل کے لئے تکشف بلخصاص صفحہ ۹۰ و ۹۱)

کرامات حضرت خُبیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۶۲ و ۶۳) رَوَی الْبُخَارِیُّ فِیْ قِصَّۃٍ طَوِیْلَۃٍ وَکَانَتْ تَقُوْلُ مَا رَأَیْتُ اَسِیْرًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ خُبَیْبٍ لَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَاکُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَکَّۃَ یَوْمَئِذٍ ثَمَرَۃٌ وَاِنَّہٗ لَمُوْثَقٌ فِی الْحَدِیْدِ وَمَا کَانَ اِلَّا رِزْقٌ رَزَقَہُ اللّٰہُ (جلد دوم ص۵۸۵) ترجمہ۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل قصہ میں بیان کیا ہے کہ وہ خاتون جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے وہ کہتی تھیں کہ میں نے کسی قیدی کو حضرت خبیب سے زیادہ اچھا نہیں دیکھا یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ خبیب مکہ معظمہ میں کافروں کی قید و بند میں تھے۔

نیز انھوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت خبیبؓ کو جب وہ لوہے کے پنجرہ میں مقید تھے اور کہیں جا نہ سکتے تھے اور اسوقت مکہ معظمہ میں پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ انھیں انگور کے خوشے کھاتے ہوئے دیکھا اور ان کا وہ کھانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق تھا۔ حضور ختمی نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا ہے کوئی جو خبیبؓ کی لاش کو سولی پر سے اتار لائے؟ چنانچہ حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما نے اس کام کا اقرار کیا اور پھر روانہ ہو گئے۔ وہ رات کو چلتے اور دن کو چھپ رہتے چنانچہ اُس سولی کے پاس پہونچ گئے جہاں چالیس محافظ موجود تھے لیکن سب کے سب

سو رہے تھے۔

ان دونوں نے حضرت حبیبؓ کو سولی پر سے اتارا اور گھوڑے پر رکھ لیا۔ اگرچہ حضرت حبیبؓ کے قتل کو چالیس دن گزر چکے تھے لیکن ان کا جسم بالکل تازہ تھا زخموں سے خون ٹپک رہا تھا اور مشک کی خوشبو آرہی تھی۔

صبح کے وقت جب قریش کو اس کی خبر ہوئی تو چاروں طرف شتر سوار دوڑا دیے۔ کچھ شتر سواروں نے آپ دونوں کو آلیا حضرت زبیرؓ نے یہ دیکھ کر لاش کو فوراً زمین پر رکھ دیا اور زمین انھیں نگل گئی۔ اسی لئے تو حضرت حبیبؓ کو بَلِیعُ الْاَرْض کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت زبیرؓ نے ان کفار کی طرف منہ کر کے کہا۔ میں زبیر ابن العوام ہوں اور حضرت صفیہؓ بنت عبد المطلب میری ماں ہیں اور یہ میرے رفیق حضرت مقداد بن الاسودؓ ہیں۔ تمہارا جی چاہے تو تیر دل سے۔ اور کہو تو اتر کر نیزے اور تلوار سے لڑیں اور چاہو تو لوٹ سکتے ہو۔ چنانچہ وہ شتر سوار کافر واپس ہو گئے۔

ان دو نو حضرات نے حضور اقدس میں کل ماجرا بیان کیا۔ اور اسی آنحضرت جبرئیل امین نے مجلس میں حاضری دیکر کہا کہ سرکار آپ کے ان دونوں اصحاب کی فرشتوں میں تعریف ہو رہی ہے۔

مندرجہ تاریخ حبیب آلہ مولفہ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ صفحہ (۸۲ و ۸۵) کے اس قصہ پر بندہ

مطلع نہیں ہوا مگر چونکہ تاریخ حبیب اللہ نہایت ہی معتبر کتاب ہے پس موجودہ کتاب سے اس قصہ کی نقل کافی ہے

(۲۴ و ۲۵) رَوَى الْبُخَارِيُّ فِي قِصَّةٍ طَوِيلَةٍ وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ إِلَى عَاصِمٍ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ يَعْرِفُونَهُ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ۔

(صفحہ ۵۸۶ ۲۶) ترجمہ حضرت امام بخاریؒ نے ایک قصہ کے تحت روایت کی ہے کہ کفار قریش نے اپنے ایک دستہ کو حضرت عاصمؓ کی لاش میں سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر لانے کے لئے بھیجا تاکہ اس عضو بدن کو دیکھ کر ان کے قتل کا یقین ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ اسکے دل کو ٹھنڈک بھی ہو جائے کہ یہی وہ عاصمؓ ہیں جنھوں نے ہمارے ایک بڑے آدمی کو جنگ بدر میں قتل کر دیا تھا۔ اس دستہ کے پہنچتے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عاصمؓ اور ان کے مقتول ساتھیوں کی لاش پر شہد کی مکھیوں کو بادل کی طرح بھیجدیا جنھوں نے ان شہیدوں کی لاش کو ان سے محفوظ کر دیا اور وہ کافر کچھ بھی نہ کر سکے۔

بخاری شریف کے حاشیہ پر حضرت ابن اسحٰقؒ نے یہ مضمون بھی لکھا ہے کہ حضرت عاصمؓ نے حق تعالیٰ سے عہد کر لیا تھا کہ کوئی مشرک ان کو چھو نہ سکے گا۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظمؓ کو یہ قصہ معلوم ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے معاہدہ کے مدنظر اپنے مسلمان بندہ کی

اس کے انتقال کے بعد بھی حفاظت کی۔

بظاہر اگرچہ حضرت عاصمؓ کی لاش کی حفاظت کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا لیکن پروردگار نے اس کی حفاظت کی۔ اوران کے جسد اطہر کو کوئی کافر ہاتھ تک نہ لگا سکا۔ اور آپ کا عہد بھی پورا ہوگیا۔ یہ سب آپ کی کرامتیں تھیں۔

کرامات حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۶) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الرُّبَیِّعَ عَمَّتَہٗ کَسَرَتْ ثَنِیَّۃَ جَارِیَۃٍ فَطَلَبُوْا اِلَیْھَا الْعَفْوَ فَاَبَوْا فَعَرَضُوا الْاَرْشَ فَاَبَوْا فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَوْا اِلَّا الْقِصَاصَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُکْسَرُ ثَنِیَّۃُ الرُّبَیِّعِ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا تُکْسَرُ ثَنِیَّتُھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَنَسُ کِتٰبُ اللّٰہِ الْقِصَاصُ فَرَضِیَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ (صفحہ ۶۲۶ ج ۲ مطبوعہ مصطفائی لکھنؤ) ترجمہ حضرت انس بن نضرؓ جو حضرت انس بن مالکؓ کے بھتیجے تھے روایت کرتے ہیں کہ انکی پھوپھی نے کسی لڑکی کا اگلا دانت توڑ دیا تھا۔ ہمارے آدمیوں نے اس

لڑکی والوں سے معافی مانگی تو انھوں نے انکار کردیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ تم لوگ دیت یعنی دانت کے بدلہ میں دانت لینے کے بجائے کچھ رقم لے لو اس پر بھی ان لوگوں نے انکار کیا۔ اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی دینے اور دیت قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے قصاص طلب کیا۔ چنانچہ بحکم قرآن کریم سرور عالم ؐ نے قصاص ہی کا حکم دیا۔ اس پر حضرت انس بن نضر رض نے کہا یا رسول اللہ کیا میری پھوپھی حضرت ربیع کا اگلا دانت توڑ دیا جائیگا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپکو حق کیساتھ بھیجا ہے۔ ان کا دانت تو توڑا نہیں جائے گا۔ آپ کا یہ قول شریعت کے مقابلہ میں انکار کے طور پر نہیں تھا بلکہ غلبہ حال میں ایسا توکل اور بھروسہ غالب ہوا تو قسم کھالی اور سمجھ گئے کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے دل میں معافی ڈالدیں گے یا پھر یہ لوگ دیت قبول کرلیں گے، اس پر سرور دو عالم ؐ نے ارشاد فرمایا اے انس رض اللہ کی کتاب تو قصاص کا حکم دیتی ہے اس پر ان لوگوں نے خوش ہو کر دانت کا بدلہ معاف کر دیا۔ اسی واقعہ پر سرور عالم ؐ نے فرمایا بیشک بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔

ایسی قسم صرف غلبہ حال وکیفیت میں ہوتی ہے۔ جب تک ہر شخص حضرت انس رض جیسی کیفیت وصلاحیت پیدا نہ کرے اسکو ہرگز ایسی قسم نہ کھانا چاہیئے۔

کرامات حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۷) روی البخاری فی قصۃ طویلۃ اما واللہ لادعون بثلث اللھم ان کان عبدک ھذا کاذبا قام ریاء وسمعۃ فاطل عمرہ واطل فقرہ وعرضہ بالفتن وکان بعد اذا سئل یقول شیخ کبیر مفتون اصابتنی دعوۃ سعد قال عبدالملک فانا رایتہ بعد قد سقط حاجباہ علی عینیہ من الکبر وانہ لیتعرض للجواری فی الطریق یغمزھن (ص ۱۰۴ ج ۱) ترجمہ

امام بخاریؒ ایک طویل قصے میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم میں اس شخص کے لئے بد دعا کرتا ہوں جس نے میری تین باتوں کی جھوٹی شکایت کی تھی۔

اے اللہ! یہ تیرا جھوٹا بندہ جو مکاری سے شکایتیں سنانے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اس کی عمر دراز کردے اس کی محتاجی میں اضافہ کردے اور اس کو فتنہ و فساد میں مبتلا کردے۔

حضرت سعد کی اس دعا کے بعد لوگوں نے اسے دیکھا کہ جب اس سے خیریت دریافت کی جاتی تو وہ بوڑھا پھونس جواب دیتا۔ میں بالکل بڈھا ہو گیا ہوں۔ میری عقل ماری گئی ہے اور مجھے سعدؓ کی بددعا لگ گئی ہے۔

حضرت عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے اس بڈھے کو اس حال میں

میں دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کو اس کی دونوں بھووں نے
بالکل چھپا لیا تھا اور وہ رستہ چلتے لونڈیوں باندیوں کو روکتا تھا او
اتنا بے حیا ہو گیا تھا رستہ ہی میں چھیڑ چھاڑ کرتا اور افلاس وغربت کی
وجہ وہ اسی قسم کی ذلیل حرکتیں کیا کرتا تھا۔ وہ اگر مالدار رہتا تو اس میں شرم و
لحاظ کا کچھ اثر رہتا۔

الحاصل حضرت سعدؓ کی یہ تینوں باتیں درازی عمر، افلاس اور فتنہ
میں مبتلا ہونا درگاہ خداوندی میں مقبول ہو گئیں۔

(۴۸) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَیْتُ عَنْ یَمِیْنِ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِہٖ یَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَیْنِ
عَلَیْھِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ یُقَاتِلَانِ کَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَیْتُھُمَا قَبْلُ
وَلَا بَعْدُ یَعْنِیْ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ مشکوۃ مطبوعہ
اصح المطابع لکھنؤ صفحہ ۵۳۱ ج ۲) حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے یوم
اُحد میں سرکار دو عالم کے دائیں اور بائیں دو سفید پوش لوگوں کو دیکھا
جو بڑی سخت جنگ لڑ رہے تھے ایسے جنگ جو میں نے نہ تو پہلے دیکھے اور
نہ بعد میں۔ اور یہ دونوں سفید پوش حضرات جبرائیل و میکائیل علیہما السلا

کرامات حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۹) رَوَاى الْوَاقِدِيُّ فِي كِتَابِ الْمَغَازِي قَالَ وَكَانَ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي عَامِرٍ تَزَوَّجَ جَمِيلَةَ بِنْتَ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلُولٍ وَدَخَلَ عَلَيْهَا لَيْلَةَ قِتَالِ أُحُدٍ بَعْدَ إِنِ اسْتَأذَنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاصْبَحَ جُنُبًا وَاَخَذَ سِلَاحَهُ لَحِقَ بِالْمُسْلِمِيْنَ وَاَرْسَلَتْ اِلَى اَرْبَعَةٍ مِنْ قَوْمِهَا فَاَشْهَدَتْهُمْ اَنَّهُ قَدْ دَخَلَ بِهَا فَسَأَلُوْهَا فَقَالَتْ رَاَيْتُ فِي لَيْلَتِي كَاَنَّ السَّمَاءَ فُتِحَتْ ثُمَّ اُدْخِلَ وَاُغْلِقَتْ دُوْنَهُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ مَقْتُوْلٌ مِنَ الْغَدِ وَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فَوَلَدَتْ لَهُ مُحَمَّدَ بْنَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ فَلَمَّا انْكَشَفَ الْمُشْرِكُوْنَ اِعْتَرَضَ حَنْظَلَةُ لِاَبِي سُفْيَانَ يُرِيْدُ قَتْلَهُ فَحَمَلَ عَلَيْهِ الْاَسْوَدُ بْنُ شُعَيْبٍ بِالرُّمْحِ فَقَتَلَهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي رَاَيْتُ الْمَلٰئِكَةَ تُغَسِّلُ حَنْظَلَةَ بْنَ اَبِي عَامِرٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ بِمَاءِ الْمُزْنِ فِي صِحَافِ الْفِضَّةِ قَالَ اَبُوْ اُسَيْدِ السَّاعِدِيُّ فَذَهَبْنَا فَنَظَرْنَا اِلَيْهِ فَاِذَا رَاْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً قَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَاَرْسَلَ اِلَى امْرَاَتِهٖ فَسَاَلَهَا فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهُ خَرَجَ وَهُوَ جُنُبٌ انتهىٰ (زیلعی تخریج ہدایہ جلد ا صفحہ ۳۰۷ و ۳۱۷ مطبوعہ علوی) ترجمہ حافظ حدیث علامہ واقدیؒ نے کتاب مغازی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت حنظلہؓ بن عامرؓ نے جمیلہ دختر

عبداللہ بن ابی سلولؓ سے شادی کی اور سرکار دو عالمؐ سے اجازت
لیکر جنگ احد کی ایک رات اپنی بیوی سے ہم بستر ہوئے اور اسی حالتِ
جنابت میں صبح سویرے ہتھیار لگا مسلمانوں کی فوج میں پہونچ گئے۔

ادھر ان کی نئی دلھن نے اپنی قوم کے چار آدمیوں کے پاس اطلاع
بھیجی کہ میرے خاوند ہمبستری کے بعد جہاد میں چلے گئے اور لوگوں کو
اس لئے گواہ کر لیا تاکہ حمل رہ جانے کی صورت میں کسی کو کوئی بات
کہنے کی گنجائش نہ رہے۔ جس کو سُہیلی نے کتاب زیلعی جلد اول صفحہ ۳۷ میں
بھی ذکر کیا ہے لوگوں نے اس نئی دلھن سے پوچھا کہ تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو
تو اس نے جواب دیا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا آسمان کھولا گیا۔
اس میں حنظلہ داخل ہوئے پھر آسمان کے دروازے بند کر دئے گئے جس سے
مجھے یقین ہوا کل وہ شہید کر دئے جائیں گے۔

حضرت حنظلہ کی شہادت کے بعد ان نیک سیرت بی بی کا ثابت
بن قیس کے ساتھ نکاح ہوا جن کے پیٹ سے محمد بن ثابت بن قیس ہیں۔

اور ادھر کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حنظلہؓ نے فوج میں آتے ہی
دل کھول کر ہاتھ دکھائے جس کے نتیجہ میں مشرکین کو شکست نظر آرہی تھی
اور انہوں نے ابو سفیان کو جو اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مارنا ہی
چاہا تھا کہ پیچھے سے اسود بن شعیب نے حملہ کر کے حنظلہ کو ایسا برچھا مارا
کہ وہ شہید ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے فرشتوں کو

دیکھا کہ وہ حنظلہؓ بن ابی عامر کو نقرئی طشت یعنی چاندی کے ٹب میں مینہ کے پانی سے آسمان و زمین کے بیچ میں نہلا رہے تھے۔

ابو اسید ساعدی نے کہا کہ ہم نے حنظلہ کو دیکھا کہ ان کے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ اور یہ دیکھ کر میں نے فوراً رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضری دیکر تمام واقعہ سنایا۔ اس پر سرور عالمؐ نے انکی بیوی کے پاس ایک قاصد بھیجا کہ ان کی حالت روانگی معلوم کرے چنانچہ اس قاصد سے جناب جمیلہ نے کہا کہ وہ جہاد کے میدان میں گھر سے بحالت جنابت گئے تھے یعنی ان کو غسل کی ضرورت تھی۔

ہر وہ شخص جو بحالت جنابت شہید ہو جائے تو شریعت اسلامیہ کے مدنظر ایسے شہید کو بھی غسل دیا جانا ضروری ہے۔ چونکہ حنظلہ کو غسل کی ضرورت تھی اور اسلامی فوج کے کسی آدمی کو اس کی اطلاع نہ تھی کہ انکو غسل دیتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ حنظلہ کو غسل دلایا۔

حضرت حنظلہ شہید کے سر کے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپکتے ہوئے رسول مقبولؐ کے سوائے اور لوگوں نے بھی دیکھیں اور یہ بھی آپؓ کی کرامت تھی۔

کرامت ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ

(۷۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ الْحَرْبُ فِي إِثْرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ أَمَامَهُ إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ أَقْدِمْ حَيْزُوْمُ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَشُقَّ وَجْهُهُ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ أَجْمَعُ فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَأَسَرُوْا سَبْعِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ ص ۵۳۱)

(۷۰) ترجمہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جنگ بدر کے دن ایک مسلمان شخص ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ اس نے اپنے آگے والے مشرک کے سر پر ایک کوڑا مارنے کی آواز سنی اور گھوڑے سوار کو یہ بھی کہتے سنا کہ اے حیزدم (جو حضرت جبریل کے گھوڑے کا نام ہے) آگے بڑھ اس کے بعد مشرک کو چت گرا ہوا دیکھا جس کی ناک چر گئی تھی اور چہرہ لہو لہان ہو گیا تھا جیسا کہ خوب زور سے کوڑے مارنے کی وجہ ہو جایا کرتا ہے۔ ایسے ہی اس کے بدن کے سب اعضا نیلے پڑ گئے تھے،

چنانچہ ان انصاری نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر

پورا واقعہ بیان کیا۔ جس پر سرکار کائنات نے فرمایا تو سچ کہتا ہے یہ تو تیسرے آسمان کی مدد تھی۔

چنانچہ مسلمانوں نے اس روز ستر مشرکوں کو قید کیا اور ستر کافروں کو تلوار کے گھاٹ اتارا اسکو امام مسلم نے بھی بیان کیا ہے۔

کرامات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۱۷،۳۰) فِی الْمِشْکوٰۃِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِی حَدِیْثٍ قَالَ وَلَقَدْ کُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِیْحَ الطَّعَامِ وَھُوَ یُؤْکَلُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ (ص ۵۳۷ و ۵۳۸ ج ۲) ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بروایت امام بخاریؒ مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہم کئی صحابی جو کھانا کھا رہے تھے۔ ہم نے سنا کہ وہ غذا ہم جو کھا رہے تھے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح کر رہی تھی۔ یعنی وہ کھانا سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہا تھا۔

ابو نعیم نے دلائل النبوت میں ایک طویل قصہ کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رات میرے سامنے چھوارے کے پیڑوں میں سے ایک کالا بادل اٹھا جس سے مجھے خوف ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کوئی صدمہ نہ پہنچے لیکن آپ کا یہ حکم یاد آنے پر کہ "اس جگہ سے مت ہٹنا"

میں اپنی جگہ جما رہا۔ اور اسی حالت میں میں نے سنا کہ آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ تو وہ سارا بادل بیٹھ گیا۔ اور صبح ہوتے ہوتے وہ پورا بادل چھٹ گیا۔ صبح کو رسول اللہ کی اس جگہ تشریف آوری پر میں نے اپنا اندیشہ اور پورا واقعہ سنایا تو سرکار دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ صیبین کے جن تھے جو مجھ سے ملنے آئے تھے۔

(تفصیل کے لئے دیکھو الکلام المبین مؤلفہ مفتی عنایت احمدؒ ص ۱۱۱ و ۱۱۲) چونکہ جنات کو دیکھنا خلاف عادات ہے اس لئے اسکو بھی خوارق میں شمار کیا گیا۔

کرامات حضرت اسید بن خضیر و عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۳۷۔ ۷) عَنْ اَنَسٍؓ عَنْ اُسَیْدَ بْنَ خُضَیْرٍ وَ عُبَادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ لَّھُمَا حَتّٰی ذَھَبَ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃٌ فِیْ لَیْلَۃٍ شَدِیْدَۃِ الظُّلْمَۃِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْقَلِبَانِ وَبِیَدِ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا عُصَیَّۃٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِھِمَا لَھُمَا حَتّٰی مَشَیَا فِیْ ضَوْئِھَا حَتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِھِمَا الطَّرِیْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاہُ فَمَشٰی کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا فِیْ ضَوْءِ عَصَاہُ حَتّٰی بَلَغَ اَھْلَہٗ

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ (مشکوٰۃ ص ۵۴۴ ج ۲) ترجمہ حضرت انسؓ روایت

کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالمؐ سے جناب اسید و عباد نے اپنی کچھ ضرورتیں ظاہر کیں جس میں کچھ رات ہو گئی۔ رات بہت ہی تاریک تھی چنانچہ وہ اسی اندھیرے میں اپنے اپنے گھروں کو لوٹے ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہو گئی اور لالٹین کا کام دینے لگی جس کی روشنی کی مدد سے دونوں چلنے لگے۔ جب ایک کا رستہ ختم ہو گیا۔ اور دوسرے کو آگے جانا تھا تو اس روشن عصا نے اس دوسرے کی لاٹھی کو بھی روشن کر دیا اور یہ دوسرا بھی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور یہ دونوں آدمی اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے اپنے بال بچوں میں پہنچ گئے اس کو امام بخاری نے بھی بیان کیا ہے۔

اس قصہ میں دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ بغیر کسی تیل بتی کے ایک لاٹھی روشن ہو گئی اور دوسری کرامت یہ کہ ایک لاٹھی سے دوسری لاٹھی جس میں کوئی الکٹرک کرنٹ نہیں تھا وہ بھی روشن ہو گئی اور رات کے اندھیرے سے ان دونوں حضرات کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

کراماتِ پدرِ حضرت جابر رضی اللہ عنہما

(۵۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ لَا اَتْرُکُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْکَ

غَيْرُ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ وَدَفَنْتُهٗ مَعَ اٰخَرَ فِيْ قَبْرٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (مشکوٰۃ ص۵۳۲ ج۲) ترجمہ

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد کے وقت ایک رات مجھے میرے پدر بزرگوار نے طلب کر کے فرمایا کہ اصحاب رسول اللہ کی شہادت میں سب سے اول میری شہادت واقع ہوگی۔ رسول اللہ کے علاوہ مجھے سب سے زیادہ عزیز تم ہو۔ سنو!!! مجھ پر ایک آدمی کا قرضہ ہے وہ تم ادا کر دینا اور میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ اپنی بہنوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔

صبح کو میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے میرے والد ماجد ہی نے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ میں نے ان کو اور ان کے ایک ساتھی کو جگہ کی تنگی کی وجہ ایک ہی قبر میں سپرد خاک کیا۔ اس کو امام بخاری نے بھی بیان کیا ہے۔

یہ الہام کشفی دراصل کرامت ہی کرامت ہے۔

کرامات بعض صحابہ رضی اللہ عنہ

(۷۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نَغْسِلُهٗ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ

فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُهٗ فِیْ صَدْرِهٖ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِّنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَقَامُوْا فَغَسَلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهٗ يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيَدْلُكُوْنَهٗ بِالْقَمِيْصِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۷ ج ۲) ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہؐ کی وفات شریف پر جب آپؐ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو صحابہ نے کہا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کپڑے اتار کر آپؐ کو غسل دیں جیسا کہ عام طور پر اپنی میتوں کے ساتھ کرتے ہیں یا کپڑوں سمیت آپؐ کو نہلائیں۔ اس معاملہ میں اختلاف رائے ہو رہا تھا کہ اللہ نے ان پر نیند کو اس طرح مسلط کر دیا کہ ہر ایک کی ٹھوڑی اس کے سینہ پر ہو گئی یعنی وہ سب سو گئے اور اسی حالت میں مکان کی ایک سمت سے جس کو کہتے ہوئے کسی نے دیکھا نہیں اس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ پس صحابہؓ نے آپؐ کو اس طرح نہلایا کہ آپ کے جسد مبارک کو ملتے جاتے تھے۔

دلائل نبوت میں علامہ بیہقیؒ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

کرامات حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷۷) عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ سَفِينَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْطَاَ الْجَيْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا يَسْمَعُ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ (مشکوٰۃ جلد دوم ص ۵۴۵) ترجمہ ابن منکدر سے روایت ہے کہ حضرت سفینہ جو رسول اللہ کے غلام تھے ایک مرتبہ سرزمین روم اپنے اسلامی لشکر کا راستہ بھول گئے وہ رستہ تلاش کر رہے تھے کہ دشمنان اسلام نے انھیں گرفتار کر لیا۔ ایک دن وہ قید سے بھاگ کر راستہ ڈھونڈ رہے تھے کہ ان کی ایک شیر سے مڈبھیڑ ہو گئی چنانچہ حضرت سفینہ رض نے اس شیر کو کنیت سے پکار کر کہا۔ اے ابو الحارث میں رسول اللہ کا غلام ہوں اور میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ ہوا ہے جنگل کا شیر یہ سن کر خوشامد میں لگ گیا اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر دم ہلانے لگا۔ اور پھر ان کے برابر چلنے لگا۔ اُسے جب کوئی آواز سنائی دیتی تو وہ فوراً ادھر کا رُخ کر لیتا اور پھر آپ کے ساتھ بغل میں چلنے لگتا جب حضرت سفینہ رض اپنے اسلامی لشکر میں پہنچ گئے تو شیر اُنکو

پہنچا کر واپس لوٹ گیا۔

اس واقعہ کو کتاب شرح السنۃ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

کرامت سیدتنا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۷۸) عَنْ اَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ قَحْطًا شَدِيْدًا فَشَكَوْا اِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

(مشکوٰۃ ص۵۴۵ ج۲) ترجمہ۔ حضرت ابو الجوزاءؒ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سخت کال آیا تو ان قحط زدہ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے جا کر کہا کہ اس قحط سے ہم لوگ بہت پریشان ہو گئے ہیں اس پر بی بی عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ کے مزار مبارک کی طرف دیکھو اور گنبد خضرا میں آسمان کی طرف کو ایک رپارہ سوراخ کر دو تاکہ دونوں کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ رہے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا کہ خوب بارش ہوئی۔ اتنا مینہ پڑا کہ گھاس جم آئی اور اونٹ اتنے موٹے ہوئے کہ چربی کی وجہ سے پھٹ پڑے اور اس سال کا نام عام فتق رکھا گیا۔

اس قصہ کو دارمیؒ نے بھی بیان کیا ہے۔

(۷۹) فِي قِصَّةٍ طَوِيْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَ
أَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرَهَا (اسد الغابہ ص۵۰۳ ج۵ مصری)

ترجمہ ایک طویل قصہ کے تحت درج ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔
اے ام سلمہ تم عائشہ سے کوئی برا برتاؤ کر کے مجھے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اللہ کی قسم بی بی عائشہ کے پاس لیٹنے کی حالت میں مجھ پر اللہ کی وحی آتی رہی انکے سوائے کسی دوسری بی بی کے پاس لیٹے رہنے کی حالت میں کوئی وحی نہیں آئی۔ اور وہ تم سب میں ایک اچھی خاتون ہیں۔

اللہ اللہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ کی کرامت اور بزرگی کو ملاحظہ فرمایئے کہ آپ کو کوئی بات ناگوار ہونے سے سرکار دوجہاں کو صدمہ ہوتا ہے۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ایک دیندار کی تکلیف و اذیت سے دوسرے دینداروں کو رنج، دکھ، غم اور اندوہ و ملال ہوا ہی کرتا ہے۔

(۸۰) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيلُ يَقْرَؤُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا أَرٰى۔

(اسد الغابہ ص۵۰۳ ج۵) ترجمہ ابو سلمہ نے بروایت حضرت عائشہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا۔ اے عائشہ یہ جبرئیل تم کو سلام کر رہے ہیں میں نے جواباً کہا ان پر اللہ کی سلامتی، رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اے حضور آپ ان کو دیکھتے ہیں اور میں نہیں دیکھ سکتی۔

یعنی جس طرح سرکار دو عالم کے ذریعہ حضرت جبرئیل نے سلام کہلوایا اسی طرح ان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب بھجوایا اور چونکہ عورت کسی مرد کو نہیں دیکھتی ہے اس لئے آپ نے بھی ان کو جھانکا تاکا نہیں۔

اس حدیث سے بھی حضرت عائشہ رضی صدیقہ رضی کا عالم بالا کے ساتھ جس اعلیٰ درجہ کا تعلق ظاہر ہوا کہ فرشتے تک آپ کو سلام کرتے تھے۔ یہ بھی آپ کی کرامت ہے۔

کرامات سیدتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸) عَنْ خَدِیْجَۃَ اَنَّہَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا ابْنَ عَمِّ ھَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تُخْبِرَنِیْ بِصَاحِبِکَ الَّذِیْ یَاْتِیْکَ اِذَا جَاءَکَ قَالَ نَعَمْ فَبَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَھَا اِذْ جَاءَہٗ جِبْرِیْلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا جِبْرِیْلُ قَدْ جَاءَنِیْ فَقَالَتْ اَتَرَاہُ الْاٰنَ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ اِجْلِسْ عَلٰی شِقِّیَ الْاَیْسَرِ فَجَلَسَ قَالَتْ ھَلْ تَرَاہُ الْاٰنَ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ فَاجْلِسْ عَلٰی شِقِّیَ الْاَیْمَنِ فَجَلَسَ فَقَالَتْ ھَلْ تَرَاہُ الْاٰنَ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ فَتَحَوَّلْ فَاجْلِسْ فِیْ حِجْرِیْ فَتَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَقَالَتْ ھَلْ تَرَاہُ قَالَ نَعَمْ قَالَ

فَتَحَسَّرَتْ وَأَلْقَتْ خِمَارَهَا فَقَالَتْ هَلْ تَرَاهُ قَالَ لَا قَالَتْ مَا هٰذَا شَيْطَانٌ إِنَّ هٰذَا الْمَلَكُ يَا ابْنَ عَمِّ اثْبُتْ وَابْشِرْ ثُمَّ آمَنَتْ بِهٖ وَشَهِدَتْ أَنَّ الَّذِيْ جَاءَ بِهِ الْحَقُّ (اسد الغابہ

صفحہ ۴۳۷ جلد ۵) ترجمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ نے رسول اللہ سے عرب کی عادت کے موافق کی مخاطب کو چچا کے بیٹے یا بھتیجہ سے خطاب کرتے ہیں اگرچہ درحقیقت یہ رشتہ نہ بھی ہو کہا اے میرے چچا کے بیٹے!! آپ کے وہ دوست جو آپ کے پاس ہمیشہ آتے ہیں یعنی جبرئیل امین اب جو آئیں تو مجھے ان کے آنے کی اطلاع دے سکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں۔ ابھی آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس ہی تھے کہ جبرئیل کے آجانے کی آپ نے ان کو اطلاع کردی۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ اسوقت آپ ان کو دیکھ رہے ہیں آپ نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا آپ ذرا میرے بائیں جانب بیٹھ جائیے۔ جب سرکار دو عالمؐ بائیں جانب بیٹھ گئے تو حضرت خدیجہؓ نے پوچھا کہ کیا اب آپؐ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ آپؐ نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا تو ذرا اب میرے سیدھی طرف تشریف رکھیے۔ آپ بی بی کی سیدھی طرف آبیٹھے تو حضرت خدیجہؓ نے پھر پوچھا کیا اب بھی آپ ان کو دیکھ رہے ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس پر آپؓ نے کہا اچھا حضور اب ذرا میری گود کی طرف آجائیے۔ جب آپ اُدھر آگئے تو پھر انھوں نے پوچھا کیا آپ ابھی آپ ان کو دیکھ رہے آپ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد بی بی خدیجہؓ نے اپنے سر سے

دوپٹہ اتارا اور سر کو کھول کر پوچھا گیا اب بھی دیکھ رہے ہیں آپؐ نے فرمایا اب تو نہیں، اس پر خدیجۃ الکبریٰؓ نے کہا یہ شیطان نہیں ہے بلکہ درحقیقت فرشتہ ہے۔ اب مطلق نہ گھبرائیں اور حق پر ثابت قدم رہیں اور خوش ہو جائیے کہ نبوت جیسی نعمت سے آپکو سرفراز فرمایا گیا۔ اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ آپ پر ایمان لائیں اور اس بات کی شہادت دی کہ آپؐ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے ہیں وہ بالکل سچ ہے۔

چونکہ ابتدائے نزول وحی میں سرکار کو کچھ گھبراہٹ ہونے پر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ کو تسکین و تسلی دی تھی تاکہ طبیعت کو قرار آجائے اور اس مرتبہ بھی اپنی فطرت کو کام میں لائیں۔ تسلی دینے والا تسلی دینے کی وجہ جس کو وہ تسلی دے اس سے کبھی بھی وہ افضل و اعلیٰ نہیں بن سکتا۔ بلکہ ایک چھوٹا اپنے بڑے کو اس لئے بھی تسلی دیتا ہے کہ اس کو اس کے امور مستحضر اور یاد آجائیں۔ اس حدیث سے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا بہ ہر تا ؤ بذریعہ الہام ہونا ثابت ہے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ عقل و سمجھ کے ذریعہ ہرگز ایسے لطیف اور دقیق امور کا استفادہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ تمام کیفیات الہام کے ذریعہ پیدا ہوتی ہیں۔ اور الہام نام ہے خرق عادت اور کرامت کا۔

(۸۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْكَ وَمَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ

فَاَقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ وَمِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ (اسد الغابہ ص ۴۳۸ ج ۵) ترجمہ
حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرور عالم نے فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے آکر کہا کہ یا رسول اللہ آپؐ کے پاس بی بی خدیجہؓ آرہی ہیں اور ان کے ہاتھ میں جو برتن ہے اس میں سالن کھانے کی چیز اور کچھ پینے کی چیز ہے جب وہ آپ کے پاس آجائیں تو ان سے میرا اسلام کہدیجئے کہ اللہ میاں نے آپ کو سلام کہا ہے کہ آپ خوش ہو جائیے آپ کے لئے جنت میں ایسا مکان ہے جو موتیوں کا بنا ہوا ہے جہاں کوئی شور وغل نہیں ہے اور کوئی تکلیف نہیں ہے۔

حضرت جبریل کا حضرت خدیجہؓ کو اللہ تعالیٰ کا سلام لے کر آنا آپؓ کی بزرگی اور اللہ تعالیٰ سے پکے لگاؤ کی کھلی دلیل ہے۔ چونکہ عام طور پر بندوں سے اللہ بزرگ و برتر کا یہ برتاؤ نہیں ہے۔ اور یہ تمام خرق عادات آپ کی کرامتیں تھیں۔

کرامات سیدتنا النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا

(۸۳) عَنْ اُمِّ سَلْمٰی قَالَتْ اِشْتَکَتْ فَاطِمَۃُ شَکْوٰھَا الَّتِیْ قُبِضَتْ فِیْھَا فَکُنْتُ اُمَرِّضُھَا فَاَصْبَحَتْ یَوْمًا کَاَمْثَلِ مَا رَاَیْتُھَا فِیْ شَکْوٰھَا تِلْکَ قَالَتْ وَخَرَجَ عَلِیٌّ لِبَعْضِ حَاجَتِہٖ فَقَالَتْ یَا اُمَّہْ اُسْکُبِیْ لِیْ غُسْلًا فَسَکَبْتُ لَھَا غُسْلًا فَاغْتَسَلَتْ کَاَحْسَنِ مَا رَاَیْتُھَا تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَتْ یَا اُمَّہْ اَعْطِیْنِیْ ثِیَابِیَ الْجُدُدَ فَاَعْطَیْتُھَا فَلَبِسَتْھَا ثُمَّ قَالَتْ لِیْ یَا اُمَّہْ اِجْعَلِیْ لِیْ فِرَاشِیْ فِیْ وَسْطِ الْبَیْتِ فَفَعَلْتُ فَاضْطَجَعَتْ وَاسْتَقْبَلَتِ الْقِبْلَۃَ وَجَعَلَتْ یَدَھَا تَحْتَ خَدِّھَا ثُمَّ قَالَتْ یَا اُمَّہْ اِنِّیْ مَقْبُوْضَۃٌ الْاٰنَ قَدْ تَطَھَّرْتُ اَلْاٰنَ فَلَا یَکْشِفْنِیْ اَحَدٌ فَقُبِضَتْ مَکَانَھَا قَالَتْ فَجَآءَ عَلِیٌّ فَاَخْبَرْتُہٗ اسد الغابۃ ابی نعیم والی موسٰی ص ۵۹۰ ج ۵۔

ترجمہ حضرت ام سلمٰی نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایسی بیماری میں مبتلا ہوئیں جس میں ان کو موت آگئی وہ بیمار تھیں اور میں تیمار دار تھی۔ ایک دن صبح سویرے میں نے انھیں دیکھا کہ انکو افاقہ نظر آرہا تھا اور حضرت علیؓ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے کہ حضرت فاطمہ کے کہنے پر۔

اے اماں۔ میں نہانا چاہتی ہوں میرے لئے نہانے کا پانی انڈیل دو۔ میں نے پانی تیار کر دیا اور جس طرح وہ تندرستی میں نہاتی تھیں ویسے ہی خوب نہائیں پھر انھوں نے نئے کپڑے مانگے میں نے اُن کو

کپڑے بھی دیدیئے جو انھوں نے خود پہن کر کہا۔ امّی اب ذرا آپ میرے لئے گھر کے بیچوں بیچ بچھونا بچھا دیجئے میں نے یہ بھی کردیا۔ بس وہ بستر پر جا لیٹیں اور قبلہ کی طرف منہ کرکے اپنا ایک ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھ کر کہا اے امّی جان۔ اب میں اللہ تعالیٰ سے ملنے جارہی ہوں اور بالکل پاک ہوں۔ اب کوئی بلا ضرورت مجھے کھولے نہیں۔ اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔ اور حضرت علی کے آنے کے بعد پورا واقعہ میں نے ان سے کہہ سنایا۔

حضرت فاطمہؓ کے مناقب وفضائل اور تفصیلی حالات کتاب مناقب فاطمہؓ مولفہ احمد حسن صاحب سنبھلی میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ نے مسند حنبلؒ میں حضرت ابو نعیمؒ سے روایت کی ہے کہ بی بی فاطمہؓ کو کپڑے دینے اور ان کا بستر بچھانے والی خاتون کا نام زوجہ ابی رافع ہے۔ ہمیں تو اس کرامت کے ضمن میں یہ بتانا ہے کہ حضرت خاتون جنتؓ جو مرض الموت میں تھیں ان کو قرب موت کا کشف الہامی ہوا چنانچہ وہ تندرستوں کی طرح نہا دھو۔ نئے کپڑے بدل اللہ سے ملنے کے لئے تیار ہوگئیں جو ان کی کرامت ہے۔

کتاب اسد الغابہ جلد پنجم صہ۵۲۴ پر لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے اس طرح غسل سے آپ کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ آپ کو غسل میت نہ دیا جائے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں حضرت اسمٰعیل سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے کہا جب میں مرجاؤں تو اے اسمار تم اور علیؓ مجھے

نہلائیں اور ان کے سوا میرے غسل میں کوئی ہاتھ نہ لگائے۔

الحاصل آپ کو مرنے سے پہلے اپنی موت کا الہام ہوا جو آپ کی کرامت ہے۔

(۸۴) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ نَادٰى مُنَادٍ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ يَآ اَهْلَ الْجَمْعِ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَمُرَّ (اسد الغابہ ص ۵۲۳ ج ۵)

ترجمہ۔ حضرت علی کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پردہ کے پیچھے سے پکار کر کہے گا۔ اے حاضرین!! اپنی آنکھیں بند کر لو۔ اس لئے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ ادھر سے گذر رہی ہیں۔ اللہ اللہ آپ کی بزرگی اور بلندی درجات کہ قیامت کے دن بھی۔ آپ کی یہ عزت ہوگی کہ آپ کی خاطرداری کے لئے الگ الگ احکام جاری ہوتے رہیں گے۔

(۸۵) عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَةَ اِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ لِغَضَبِكِ وَيَرْضٰى لِرِضَاكِ (اسد الغابہ ص ۵۲۲ ج ۵)

ترجمہ۔ حضرت علی کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے فاطمہ!! تمہاری خفگی سے اللہ تعالیٰ غضبناک ہو جاتا ہے اور تمہاری رضامندی سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے۔ یعنی تم اگر کسی سے ناراض ہو جاؤ اور اس سے خفا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی غضبناک ہو کر اس شخص پر قہر و غضب کی بجلیاں گراتا ہے کیونکہ تم کسی سے ناحق ناراض نہیں ہوتی ہو۔ اور جس سے تم

رضا مند ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو کر اس پر اپنے انعام و اکرام کے بادل برساتا ہے۔ کیونکہ تم بے موقع و محل کسی سے راضی و خوش ہوتی نہیں ہو تمہارا غصّہ اور تمہاری رضا مندی سب کچھ اللہ واسطے ہے۔ اس لئے تم کو اللہ تعالیٰ نے اتنی عزت دی ہے اور تمہارے رتبہ کو بلند کیا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت فاطمہؓ کی رضا اللہ پاک کی خوشنودی اور آپ کی خفگی اللہ تعالیٰ کا غضب قرار دیا گیا اس لئے کہ ان کا کوئی کام اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی دوسرے کیلئے نہیں تھا سب لوگ اور خصوصًا عورتیں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے قدم بہ قدم چل کر اپنا رتبہ اونچا کر سکتی ہیں۔ بس عمل کی دیر ہے۔

(۸۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِیْ قِصَّۃٍ طَوِیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰی فَاطِمَۃَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰی وَثَبَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰی اَلْقَتْہُ عَنْہُ وَاَقْبَلَتْ عَلَیْہِمْ تَسُبُّہُمْ الخ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (اشعۃ اللمعات ص۱۸۱ ج ۴ مصطفائی) ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے ایک طویل قصّہ میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ جبکہ رسول اللہ نماز میں مشغول تھے تو کافروں نے سجدہ کی حالت میں نجاست ڈال دی اور آپؐ کا مذاق اڑانے لگے میں نے ان کافروں کو سمجھایا لیکن وہ ماننے کے بجائے الٹا برہم ہو گئے اور فساد ہونے ہی کو تھا کہ میں نے خود کو اکیلا پا کر اس واقعہ کی اطلاع حضرت فاطمہؓ کو دیدی تاکہ ان کی صغر سنی پر ہی یہ ظالم اپنی

حرکتوں سے باز آجائیں حضرت فاطمہؓ اگرچہ چھوٹے عمر کی لڑکی تھیں لیکن انھوں نے میری گفتگو کو نہایت غور سے سُنا اور پھر دوڑتی ہوئی جا کر رسول اللہؐ پر سے جبکہ آپؐ ابھی تک سجدہ ہی کی حالت میں تھے اس نجاست کو اٹھا کر دور پھینکدیا۔ اور ان کافروں سے خوشامد کی کوئی بات کہے بغیر نہایت دلیرے گفتگو کر کے ان کو خوب خوب صلواتیں سنائیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اس حدیث کی جو شرح کی ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

حضرت فاطمہؓ کی اس عالی ہمتی اور قوت گفتار سے ان کی بزرگی اور کرامت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے بچپن کے باوجود نہایت دلیری سے دشمنوں کو گالیاں دیں اور ان ظالموں کو آپؐ سے تعرض و مقابلہ کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ (اھ۔ جلد چہارم صفحہ ۲۸۰) کوئی دشمن غصہ کی حالت میں اپنے مخالف کے بچہ کی سخت و سست گفتگو اور گالیوں کو کبھی بھی اس لئے یہ کہہ کر نہیں ٹالتا کہ جانے دو بچہ ہے۔ اس کی گالیاں ہی کیا بلکہ وہ اور بھی برسر پیکار ہو جاتا ہے۔ اور یہ گالیا ایک نئی لڑائی کا پیش خیمہ ہو جاتی ہیں۔ چہ جائیکہ مسلمان کے پکے دشمن یہ ظالم کافر جو لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کے عادی تھے حضرت فاطمہؓ کے بچپن کی وجہ آپ کی گالیوں سے خاموش نہ بیٹھے بلکہ آپ کی دلیرانہ گفتگو کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان ظالم کافروں کا منہ بند کر دیا۔

الحاصل حضرت فاطمہؓ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی بزرگ

شخصیت تھیں اور آپؓ کی بہت سی کرامتیں ہیں۔

(۸۷) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ کَانَ رَجُلٌ یَقْرَأُ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ وَاِلٰی جَانِبِہٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَیْنِ فَتَغَشَّتْہُ سَحَابَۃٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا وَتَدْنُوْا وَجَعَلَ فَرَسُہٗ یَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ تِلْکَ السَّکِیْنَۃُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مشکوٰۃ صـ۱۸۴ جـ۱)

ترجمہ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کے برابر میں مضبوط رسیوں سے ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اور یہ آدمی سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک ابر اٹھا اور وہ گھوڑے پر بھی چھا گیا۔

گھوڑا بدک رہا تھا اور بادل برابر بڑھتا جا رہا تھا۔ اس قصہ کا تذکرہ جب صبح کو رسول اللہ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ سیاہ بادل نہیں تھا۔ بلکہ تلاوت قرآن کریم کی وجہ طمانیت و سکون کے فرشتے نازل ہوئے تھے۔

کرامت حضرت اسید بن خضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸۸) عن ابی سعید الخدری ان اسید بن خضیر قال بینما هو
یقرأ من اللیل سورة البقرة وفرسه مربوطة عنده اذ جالت
الفرس فسکت فسکنت فقرأ فجالت فسکت فسکنت ثم قرأ
فجالت الفرس فانصرف وکان ابنه یحیی قریبا منها فاشفق ان
تصیبه ولما اخره رفع رأسه الی السماء فاذا مثل الظلة فیها امثال
المصابیح فلما اصبح حدث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اقرأ
یا ابن خضیر اقرأ یا ابن خضیر قال فاشفقت یا رسول اللہ ان
تطأ یحیی وکان منها قریبا فانصرفت الیه ورفعت رأسی الی السماء
فاذا مثل الظلة فیها امثال المصابیح فخرجت حتی لا اراها قال
وتدری وما ذاک قال لا قال تلک الملائکة دنت لصوتک ولو قرأت
لاصبحت ینظر الناس الیها لا تتواری منهم متفق علیه
واللفظ للبخاری ✧ ✧ ✧ ✧ ✧ (مشکوۃ ص ۱۸۴ ج ۱) ترجمہ حضرت
ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ اسید بن خضیرؓ نے کہا کہ وہ خود ایک رات
سورہ بقر کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا ہوا
تھا وہ دفعتاً کودا تو یہ خاموش ہو گئے اور وہ گھوڑا ابھی ٹھہر گیا اور جب
وہ تلاوت کرنے لگے تو گھوڑے نے پھر جولانی دکھائی تو یہ پھر چپ ہو گئے
اور وہ گھوڑا ابھی خاموش کھڑا ہو گیا۔ پھر یہ پڑھنے لگے تو تیسری مرتبہ اس گھوڑے نے

ٹاپیں مارنا شروع کر دیں تو یہ قرآن شریف پڑھنا چھوڑ کر وہاں سے اس لئے
ہٹ گئے کہ گھوڑا ان کے چھوٹے لڑکے یحییٰ کو جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا کہیں
لات نہ مار دے جس سے بچہ کو کوئی نقصان پہنچ جائے انھوں نے اپنے
لڑکے کو وہاں سے اٹھا کر اپنا سر جو اونچا کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان پر
سائبان کی طرح ایک چیز ہے جس میں چراغ جل رہے ہیں۔ صبح کو
یہ واقعہ رسول اللہؐ کو سنایا تو آپؐ نے فرمایا تم پڑھے جاتے اور
برابر پڑھتے رہتے۔ میں اس بات سے ڈر گیا کہ میرا بیٹا یحییٰ جو گھوڑے
کے قریب ہی تھا کہیں اس کو کوئی نقصان نہ ہو جائے۔ اسی لئے میں
نے تلاوت چھوڑ اپنے بچہ کی طرف رخ کیا اور اتفاقاً آسمان کی
طرف سر اٹھانے پر اس سائبان کو دیکھا جس میں لیمپ روشن تھے۔
میں یحییٰ کو وہاں سے ہٹا کر نکلا تو میں نے پھر وہ سائبان وغیرہ کچھ نہ دیکھا
اس پر سرکار کونینؐ نے ارشاد فرمایا۔ تم جانتے ہو وہ کیا تھا میں نے
عرض کیا جی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز کے
قریب آ رہے تھے۔ اگر تم قرآن کریم مسلسل اور برابر پڑھتے رہتے
تو صبح کو تمام لوگ ان کو دیکھتے اور وہ کسی کی آنکھ سے چھپے نہ رہتے
یعنی ہر ایک کو دکھائی دیتے۔

بخاری شریف کی اس متفق علیہ حدیث کو مسلم میں بھی درج
کیا گیا ہے۔

کرامت بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۸۹) عن ابن عباسؓ قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خباءہ علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر فاذا فیہ انسان یقرأ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک حتی ختمھا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب اللہ رواہ الترمذی ج۲ (مشکوٰۃ ص ۱۸۸ ج ۱) ترجمہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں بعض اصحابؓ نے اپنا خیمہ اس جگہ لگایا جہاں ایک قبر تھی جو انھیں معلوم نہ تھی۔ اور اس قبر کے مردے نے سورہ تبارک الذی پڑھ کر پوری کی۔

ان اصحابؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ بیان کیا۔ چنانچہ سرور عالم نے ارشاد فرمایا سورۃ تبارک الذی انسان کو برائیوں سے روکنے والی اور سختیوں سے بچانے والی ہے اس سورۃ نے اس قبر والے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلائی۔ اس واقعہ کو امام ترمذیؒ نے بھی بیان کیا ہے

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیتے جاگتے اس قبر والے کی آواز سنی اس کی حالت کو اپنی آنکھوں دیکھا جو خرق عادت وکرامت ہے

کرامت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّہٗ یُعَلِّمُنِیْ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُنِیَ اللّٰہُ بِھَا قَالَ اَمَا اِنَّہٗ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ وَتَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَیَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاکَ شَیْطَانٌ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

(مشکوٰۃ ص۱۸۵ ج ۱) ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ ایک طویل قصہ کے ماتحت کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہؐ کے فرمانے پر کہ تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ حضور اس کا ارادہ ہے کہ وہ مجھے فائدے ہوں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یاد رکھو!! جو کچھ اس نے کہا وہ تو ٹھیک ہے اور تم تین راتوں سے جس سے باتیں کر رہے ہو جانتے ہو وہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا حضور میں تو پوری پوری اس کی حقیقت نہیں جانتا اس پر رسول اللہ نے فرمایا وہ مردود شیطان ہے۔

امام بخاری نے اس سالم حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بیان کیا ہے لیکن ضرورت کے موافق اس کا تھوڑا سا وہ مضمون یہاں نقل کر دیا ہے جس میں حضرت ابو ہریرہؓ کا مردود شیطان کو گرفتار کر لینا مذکور ہے شیطان کی گرفتاری یہ خرق عادت اور کرامت ہے۔

کرامت حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۱) عَنْ رِبْعِی بْنِ حِرَاشٍ قَالَ کُنَّا اَرْبَعَةَ اِخْوَةٍ وَکَانَ الرَّبِیْعُ اِخْوَانَا اَکْثَرُنَا صَلٰوۃً وَاَکْثَرُنَا صِیَامًا فِی الْهَوَاجِرِ وَاَنَّهُ تُوُفِّیَ بَیْنَنَا وَ نَحْنُ حَوْلَهُ وَبَعَثْنَا مَنْ یَّبْتَاعُ لَهُ کَفَنًا اِذْ کَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَقَالَ الْقَوْمُ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَا اَخَا عَبْسٍ اَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ اِنِّیْ لَقِیْتُ عَزَّ وَجَلَّ بَعْدَکُمْ فَلَقِیْتُ رَبًّا غَیْرَ غَضْبَانَ فَاسْتَقْبَلَنِیْ بِرَوْحٍ وَرَیْحَانٍ وَاِسْتَبْرَقٍ اَلَا وَاِنَّ اَبَا الْقَاسِمِ صلعم یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَعَجِّلُوْنِیْ وَلَا تُؤَخِّرُوْنِیْ ثُمَّ کَانَ بِمَنْزِلَةِ حَصَاۃٍ رُمِیَ فِیْ طَسْتٍ فَنُمِیَ الْحَدِیْثُ اِلٰی عَائِشَةَ اَمَا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَتَکَلَّمُ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ بَعْدَ الْمَوْتِ (رَوَاهُ فِی الْحِلْیَةِ) الرحمۃ المہداۃ مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۳۰۳)

ترجمہ حضرت ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے اور ہمارے بڑے بھائی حضرت ربیعؓ بڑے نمازی اور بڑے روزہ دار تھے۔ سردیوں گرمیوں میں بھی وہ نفلیں پڑھتے اور روزے رکھتے تھے جب ان کا انتقال ہوا تو ہم سب ان کے آس پاس اکٹھا تھے۔ اور ہم ان کے لئے کفن کا کپڑا لینے آدمی بھی بھیج چکے تھے کہ ایک مرتبہ انھوں نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹا کر کہا۔ السلام علیکم۔ ہم لوگ جو عبسی قوم کے ہیں جواب دیا وعلیکم السلام برادران عبس کیا موت کے بعد

بھی تم بات چیت کرتے ہو؟

حضرت ربیعؓ نے جواب دیا۔ ہاں۔ تم سے جدا ہو کر جب میں پروردگار عالم سے ملا۔ تو میں نے اسے غضبناک نہیں دیکھا۔ اس نے مجھ پر رحمتوں کے بادل برسا کر جنت کی خوشبوئیں، جنت کی روزی جنت کے لباس اور دبیز ریشمی کپڑے مرحمت فرمائے۔ سنو!! حضرت ابوالقاسم رحمۃ للعالمین میری نماز پڑھانے کے لئے منتظر ہیں۔ بس اب دیر مت لگاؤ۔ اور جلدی کرو۔ اس کے بعد وہ اس طرح ہو گئے جیسے کسی طشت میں ایک کنکری گر جائے یعنی تھوڑی دیر کے لئے ان کی زبان نے حرکت کی اور پھر وہ بالکل خاموش اور بے جان ہو گئے۔ اور پھر ان کے کفن دفن کا انتظام کیا گیا۔

یہ قصہ جب عائشہ صدیقہ کو سنایا گیا تو آپ نے فرمایا۔ ہاں مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ایسے آدمی ہیں جو مرنے کے بعد بھی گفتگو کرتے ہیں۔

اس واقعہ کو حلیہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ربیع کا اسم گرامی صحابہ کی فہرست میں دیکھا تو نہیں گیا مگر دوسرے قرینوں اور اس واقعہ سے بھی آپ کا صحابی ہونا مسلم ہو جاتا ہے۔

کرامات حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۲ و ۹۳) عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَسِرْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا دَارِيْنَ وَالْبَحْرُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا عَلِيْمُ يَا حَكِيْمُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ إِنَّا عَبِيْدُكَ اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ لَنَا إِلَيْهِمْ سَبِيْلًا فَتَقَحَّمَ بِنَا الْبَحْرَ فَخُضْنَا مَا بَلَغَ لُبُوْدَنَا الْمَاءُ فَخَرَجْنَا إِلَيْهِمْ۔

وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَلَمَّا رَأٰى عَامِلُ كِسْرٰى فَقَالَ لَا نُقَاتِلُ هٰؤُلَاءِ نَفْعَلُ فِيْ سَفِيْنَةٍ وَلٰكِنْ بِقَادِسٍ رَوَاهُ فِي الْحِلْيَةِ۔

(الرحمۃ المھداۃ صفحہ ۳۰۳) ترجمہ سہم بن منجاب نے بیان کیا کہ ہم علاء بن حضرمی کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہو کر جب مقام دارین پہنچے جو ہندوستانی مشک اور کستوری کی بحرین میں بہت بڑی منڈی ہے اور سمندر کے ساحل پر واقع ہے۔ چنانچہ حضرت علاء بن حضرمی نے سمندر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہا۔ اے اللہ تو جاننے والا ہے تو قوت والا ہے اور تو بہت بڑا ہے ہم تیرے معمولی بندے یہاں کھڑے ہوئے ہیں اور اسلام کا دشمن سمندر کے اس سرے پر ہے اللہ ان کو شکست دینے کیلئے ان کو راہ راست پر لانے کے لئے اور ان کو اسلام کا کلمہ پڑھانے کے لئے ہم کو ان تک پہنچا دے اس دعا کے بعد انھوں نے ہم کو سمندر میں اتار دیا اس سمندر کا پانی ہمارے گھوڑوں کے سینہ تک بھی نہیں پہنچا۔

اور ہم سمندر پار ہو کر اسلام کے دشمنوں پر جا ٹوٹے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ ان حالات کو بادشاہ کسریٰ نے دیکھ کر اپنی فوج کے سرداروں سے کہا کہ ہم ان مجاہدوں سے ہرگز نہیں لڑ سکتے۔ ان بہادروں سے مقابلہ کی ہم کو تو ہمت ہی نہیں رہی اور بالآخر وہ کشتی میں بیٹھ کر فارس کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کی فوج بھی ایک دو تین ہو گئی۔ اس قصہ کو حلیہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

کرامت حضرت زید بن خارجہ بن زید ابن ابی زبیر انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(۹۴) ذَکَرَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِیْ تَھْذِیْبِ التَّھْذِیْبِ فِیْ تَرْجَمَتِہٖ وَاِنَّہُ الْمُتَکَلِّمُ بَعْدَ الْمَوْتِ ابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالتِّرْمِذِیُّ وَیَعْقُوْبُ بْنُ سُفْیَانَ وَالْبَغَوِیُّ وَالطَّبْرِیُّ وَاَبُوْنُعِیْمٍ وَغَیْرُھُمْ (ج۹ ص۴۱ مع حاشیہ) ترجمہ:

حافظ حدیث ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ زید بن خارجہ وہ شخصیت ہے جنھوں نے مرنے کے بعد بھی گفتگو کی۔ اس کو ابن سعد ابن ابوحاتم، امام ترمذی، یعقوب بن سفیان، بغوی، طبری اور ابونعیم وغیرہ نے بھی بیان کیا ہے۔

زید بن خارجہ نے خلافت سوم میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ تہذیب التہذیب کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے۔ کہ اس قصہ کی سند حضرت نعمان بن بشیرؓ نے اس طرح بیان کی کہ زید بن خارجہ کے انتقال کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا انتظار تھا۔ میں نے کہا لاؤ اتنی دیر میں دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں۔ ادھر میں نماز میں لگا اور ادھر زید بن خارجہ نے اپنے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر کہا۔

السلام علیکم یا اہل البیت، سب لوگوں سے ان کی گفتگو ہو رہی تھی اور میں سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ رہا تھا۔ زید بن خارجہ نے اپنی دوران گفت گو میں کہا۔ لوگو بالکل خاموش ہو جاؤ اور سنو!! رسول اللہ نے حدیث شریف میں فرمایا ہے کے سب سے سچے پہلے شخص حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے جو جسمانی طور پر تو دبلے پتلے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے احکام کے اجراء میں بڑے طاقتور اور قوت دار تھے۔ اور اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ سچے تھے وہ جس طرح مضبوط بدن کے آدمی تھے اسی طرح احکام خدا کے اجراء میں بھی بڑے سخت اور بہت کرٹے تھے اور اب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کی خلافت کے دو برس بیت گئے اور چار سال باقی ہیں یہ بھی سچ اور صداقت کا مجسمہ ہیں ان کے دور خلافت میں تمام معاملات اور اشیائے محفوظ پر فتنوں کا دباؤ ہے اور اریس کے کنواں کو تو تم لوگ جانتے ہی ہو جہاں رسول اللہ کی انگوٹھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے گر گئی تھی اور اسی دن سے فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے تھے۔ اور اے عبداللہ بن رواحہ تم پر خدا کی سلامتی ہو کیا تم کو خارجہ اور سعد کے حالات معلوم نہیں۔ اس کے بعد وہ بالکل خاموش ہو گئے ہیں تو نماز سے فارغ ہو کر یہ تمام باتیں سن ہی رہا تھا کہ حضرت عثمان نے تشریف لا کر نماز جنازہ پڑھا دی۔

اس واقعہ کو کئی طرق سے بقول حضرت نعمان بن بشیرؓ اور دوسرے

حضرات نے بیان کیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو تہذیب التہذیب جلد سوم صفحہ ۴۱۰ تا ۴۱۴۔

کرامات حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ

(۹۵) ابن اسحٰق اور علامہ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو واقد لیثی نے بیان کیا ہے کہ وہ جنگ بدر میں ایک مشرک کے قتل کرنے کے لئے جھپٹے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ شمشیر آبدار ابھی اس تک پہنچی بھی نہیں کہ اس کا سر کٹ کر نیچے گر پڑا تفصیل کے لئے دیکھئے الکلام المبین ص ۷۹

کرامت حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۶) حاکم بیہقی اور ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنگ بدر کی حالت یہ تھی کہ جب ہم کسی مشرک اور خدا کے باغی کے قتل کے لئے تلوار کا اشارہ کرتے ابھی ہماری تلوار اس کے سر پر پڑتی تک نہ تھی کہ اس بدبخت کی کھوپڑی کٹ کر دور جا پڑتی واقعہ یہ ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لئے آسمان سے فرشتے آئے تھے اور وہ ہر مسلمان کا اشارہ پاتے ہی اس مشرک کو قتل کر دیتے تھے۔

کرامت حضرت ابو بردہ نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۷) امام بیہقیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا میں نے جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں مشرکوں کے تین سر لیجا کر عرض کیا یا رسول اللہ ان میں سے دو کو تو میں نے قتل کیا ہے اور تیسرے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک خوشرو نوجوان جو بڑا لمبا تڑنگا تھا لیکن وہ ہم مجاہدوں میں کا نہیں تھا کیونکہ سب دوستوں کو تو میں پہچانتا ہوں اس شیر مرد نے اس ناپاک کو مار کر گرا دیا اور میں اس گندے سر کو یہاں لے آیا ہوں۔ اس پر سرور عالمؐ نے فرمایا کہ وہ خدا کا فرشتہ تھا (الکلام المبین صفحہ۸۰)

کرامت حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ

(۹۸) علامہ بیہقیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہیلؓ نے فرمایا کہ میں نے جنگ بدر میں کچھ گورے چٹے اور سرخ و سفید لوگوں کو دیکھا جو چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے اور مشرکوں میں سے کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا وہ جدھر رخ کرتے صفوں کی صفیں کھیت کر دیتے (کلام المبین ص۸۱ ب)

فوج اعداں کی طرح جدھر یہ پلٹ گئے۔
مشرک سر اپنا پھینک کے پیچھے کو ہٹ گئے۔

کرامت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۹) صحیحین میں حضرت اسامہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ کے حضور میں جبریلؑ کو دیکھا (الکلام المبین ص۸۱)

کرامت زن صالحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۰) بیہقیؒ اور ابن عدیؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک اندھی بڑھیا کے ایک نوجوان انصاری بیٹے نے وفات پائی اور بڑھیا نے اس کے منہ پر کپڑا اڑھا دیا۔

ہم اس کو صبر وتسلی دے رہے تھے یکایک وہ کہنے لگی اے اللہ۔ تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے پیغمبر کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو تکلیفوں میں میری مدد کرے۔

آج میری مصیبت کو تو ٹال دے۔ اے اللہ محمد رسول اللہ کا صدقہ میری مدد کر۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ابھی وہیں بیٹھے تھے کہ اس مردے نے جو اپنے باپ کے لحاظ سے انصاری تھا اپنے منہ سے کپڑا ہٹایا اور اپنی بڑھی مہاجر ماں سے کہا اب تم مت گھبراؤ میں اچھا ہو گیا۔ چنانچہ ہم سب نے اس کے ساتھ کھانا کھایا (الکلام المبین ص۱۰۲و۱۰۳)

نوٹ - ہر وہ دعا جس میں مقصد کا حصول ناممکن سا ہو وہ جائز نہیں لیکن ان صحابہؓ نے غلبۂ حال میں مجبوراً دعا کی تھی اور غلبۂ حال میں ہر شخص معذور ہے - اور ان صحابیہؓ کی نیت ہجرت کا مطلب یہ ہے کہ ہجرت تھی تو اللہ ہی کیلئے مگر اس کی برکت سے مقصود انسانی بھی پیش نظر تھا - اور صلوٰۃ الحاجت کا بھی یہی مقصد ہوتا ہے - کہ انسان کی تکلیفیں دور ہو جائیں تاکہ وہ اطمینان سے عبادت کر سکے -

کرامت حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۱) علامہ بیہقیؒ نے عبداللہ الغفاری سے روایت کی ہے کہ ثابت بن قیس جس وقت جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تو ان کے دفن میں میں بھی شریک تھا جب ان کو قبر میں رکھ دیا گیا تو انھوں نے کہا - مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ عُمَرُ الشَّهِیْدُ عُثْمَانُ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ - اور اس پوری شہادت کو ہم نے بخوبی سنا - اس کے بعد ان شہید کو ویسا ہی پایا جیسا کہ وہ باتیں کرنے سے پہلے تھے - یعنی بالکل خاموش مردہ (الکلام المبین ص ۱۰۵)

کرامت حضرت جعد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۲) ابن سعدؒ نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ حج کرنے

کے ارادہ سے چار آدمی اپنے وطن سے روانہ ہوئے اور ملک یمن کے ایک جنگل میں جا رہے تھے کہ ہم کو یہ شعر سنائی دیئے۔

اے جانے والے سوارو! جب تم زمزم اور حطیم پر پہنچو رسول اللہ کو جنہیں خدا نے اپنا پیغمبر بنایا ہے ہمارا اسلام عرض کرنا اور یہ بھی کہنا کہ ہم آپ کے دین پر برقرار ہیں آپ کے فرمانبردار اور تابعدار ہیں اور آپ کی اس اطاعت کرنے کی ہم کو مسیح بن مریمؑ نے بھی وصیت کی تھی۔ (الکلام المبین ص۱۲۱)

کرامت حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(۱۰۳) امام احمدؒ بزارؒ ابویعلیؒ بیہقیؒ اور دیگر محدثین نے حضرت بلال بن حارثؓ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ شریک سفر تھے، مکہ معظمہ کے راستہ میں بمقام عرجؔ "پڑاؤ" ڈالا گیا۔ اور الگ الگ خیمے نصب کئے گئے۔

میں اپنے خیمہ سے نکل کر سرکار دو عالمؐ کی ملاقات و مزاج پرسی کیلئے جب لشکر کے خیمہ میں پہنچا تو آپؐ وہاں نہ تھے بلکہ وہاں سے دور سامنے جنگل میں تنہا تشریف فرما تھے۔ میں لپکتا ہوا جب قریب پہنچا تو شور و غوغا کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ بس میں سمجھ گیا کہ مردان غیب کا ہجوم ہے اور میں وہیں دور ٹھہر گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ بہت سے آدمی چیخ چیخ کر باتیں کر رہے ہیں۔

اور جھگڑا ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ مسکراتے ہوئے میرے
پاس تشریف لائے میں نے وہیں جنگل میں عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا
شور تھا؟ آپ نے فرمایا مسلمان جنوں اور کافر جنوں میں سکونت کی نزاع
تھی اور دونوں گروہ چیختے ہوئے اس خرخشے کے تصفیہ کے لئے میرے پاس
آئے تھے۔ میں نے ان لوگوں کا مقدمہ سُن کر یہ فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جن جلبش
اور کافر جن "غور" میں سکونت اختیار کریں اور آپس میں ہرگز نہ ملیں اس پر وہ
راضی ہو گئے ـــــ اور چلے گئے ـــــ اس حدیث کے راوی حضرت
کثیر بن عبداللہ کا بیان ہے میں نے تجربہ کیا ہے کہ ملک جلبش میں ہر جن کے
آسیب کے مریض کو جلدی شفا ہو جاتی ہے اور ملک غور میں جس کو
آسیب گھیر لیتا ہے تو وہ اکثر ہلاک ہو جاتا ہے (ازالۃ الکلام المبین) ص۱۲۲

کرامت حضرت سعد بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۴) فِی رَوْضِ الرِّیَاحِیْنِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْحَدِیْثُ الْمُتَّفَقُ عَلٰی
صِحَّتِهٖ اَیْضًا فِیْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
الَّذِیْ قَالَ فِی الْمَرْاَةِ الَّتِیْ ادَّعَتْ عَلَیْهِ اَنَّهٗ اَخَذَ شَیْئًا مِنْ اَرْضِهَا فَقَالَ
اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِیْ اَرْضِهَا فَمَا
مَاتَتْ حَتّٰی ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَیْنَمَا هِیَ تَمْشِیْ فِیْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ
فِیْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ اَخْرَجَاهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ (ص۱۲ مصری ترجمہ

سعید بن زیدؓ کے بارے میں جس حدیث پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور جس کو روض الریاحین میں بھی لکھا ہے وہ یہ ہے کہ ایک مکار عورت نے حضرت سعیدؓ پر یہ جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ انھوں نے اس کی زبردستی کچھ زمین لے لی تھی، اس پر حضرت سعید نے اس کے لئے یہ بددعا کی اے اللہ۔ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں پھوڑ دے اور اس کو اس کی زمین پر ہی موت دیدے — بس وہ اپنی زندگی ہی میں اندھی ہو گئی اور ایک دن جبکہ وہ اپنی زمین پر چل رہی تھی ناگاہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی — اس قصہ کو صحیحین میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

کرامات حضرت سلیمان و ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۱۰۵ و ۱۰۶) اَنَّہٗ کَانَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَصْعَۃٌ فَسَبَّحَتْ حَتّٰی سَمِعَا التَّسْبِیْحَ (روض الریاحین ص۱۸)

ترجمہ۔ حضرت سلیمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں کے بیچ میں ایک پیالہ رکھا ہوا تھا جو "سبحان اللہ" پڑھ رہا تھا اور اس کی اس تسبیح کو دونوں حضرات نے سنا۔

کرامت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۷) فِی حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ قَالَ مَنْ کَانَ یُطْعِمُکَ قُلْتُ مَا کَانَ لِیْ مِنْ طَعَامٍ اِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰی تَکَسَّرَتْ عُکَنُ بَطْنِیْ وَمَا اَجِدُ عَلٰی کَبِدِیْ سَخْفَةَ جُوْعٍ فَقَالَ اِنَّهَا مُبَارَکَةٌ وَاِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (تیسیر الوصول ص ۱۵۲ ج ۲) ترجمہ حضرت ابوذر غفاری نے ایک لمبی حدیث میں بیان کیا ہے کہ مجھ سے سرکار دو عالم نے دریافت فرمایا۔ اے ابوذر!! تم کو کھانا کون کھلاتا تھا۔؟ میں نے جواب دیا حضور! مجھے کھانا تو کوئی نہیں کھلاتا تھا البتہ آب زمزم خوب پیا کرتے تھے، جس سے میں موٹا ہو گیا اور اتنا موٹا ہو گیا کہ میرے پیٹ پر بٹیں پڑنے لگیں اور بھوک نے میرے جگر کا فعل کبھی خراب نہیں کیا۔ اس پر سرور عالم نے ارشاد فرمایا۔ آب زمزم بڑی اچھی چیز ہے اور پیٹ بھرنے کیلئے عمدہ قسم کا کھانا بھی ہے۔ اسکو مسلم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابوذر غفاری چاہ زمزم پر ایک ماہ تک مقیم رہے۔ آپ وہاں صرف آب زمزم ہی پیتے رہے۔ اور کوئی غذا نہیں کھائی۔ اگرچہ اس متبرک پانی کی تاثیر بھی ہے مگر ہر شخص اس کا مظہر نہیں ہو سکتا۔ جن کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ وہی ایسی برکتوں کے محل و مظہر ہوا کرتے ہیں۔

در بجو اہی آدمیت ، ور رہ آن زو دزن

کرامت حضرت عمران حُصَین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۸ تا ۱۱۰) صحیح مسلم شریف میں حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتے مجھے سلام کیا کرتے تھے، مجھے تیس برس سے بواسیر تھی، اس بیماری کو دور کرنے کے لئے میں نے مسّوں کو داغنا شروع کیا تو فرشتوں نے مجھے سلام کرنا چھوڑ دیا۔ اور جب میں نے اس مکروہ فعل کو ترک کر دیا تو ملائکہ پھر مجھے سلام کرنے لگے ___ اور صحیح ترمذی میں ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگ کسی سلام کرنے والے کو تو نہیں دیکھتے تھے۔ مگر السلام علیکم یا عمران کی آوازیں برابر ان کو سنائی دیتی تھیں ___ نسیم الریاض میں معتبر کتابوں کے حوالے سے لکھا ہوا ہے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرشتے مصافحہ کیا کرتے تھے۔

بدن کے کسی عضو کو داغنا۔ گودنا اور جلانا بہت ہی برا کام ہے لیکن حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ سے فرشتوں کی سلام دعا، گفتگو اور مصافحہ یہ ان کی کرامت ہے۔

کرامت حضرت حارث بن کلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(۱۱۱ و ۱۱۲) اَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَالْحَاکِمُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اِبْنِ شِہَابٍ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ وَالْحَارِثَ بْنَ کَلْدَۃَ یَاکُلَانِ خَزِیْرَۃً اُھْدِیَتْ لِاَبِیْ بَکْرٍؓ فَقَالَ الْحَارِثُؓ لِاَبِیْ بَکْرٍ اِرْفَعْ یَدَکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللہِ وَاللہِ اِنَّ فِیْھَا السَّمَّ سَنَۃٍ وَاَنَا وَاَنْتَ نَمُوْتُ فِیْ یَوْمٍ وَّاحِدٍ فَرَفَعَ یَدَہٗ فَلَمْ یَزَالَا عَلِیْلَیْنِ حَتّٰی مَاتَا فِیْ یَوْمٍ وَّاحِدٍ عِنْدَ الْقَضَاءِ السَّنَۃِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۰) ترجمہ: ابن سعدؒ اور حاکمؒ نے صحیح سند کے ذریعہ ابن شہابؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت حارثؓ دونوں بیٹھے دلیا کھا رہے تھے جو تحفہ کے طور پر آیا تھا دلیا کھاتے کھاتے ایک مرتبہ حضرت حارثؓ نے کہا اے خلیفہ رسولؐ ہاتھ کھینچ لیجئے۔ اللہ کی قسم حریرہ میں وہ زہر ہے جس سے سال بھر میں ہلاکت واقع ہوتی ہے اب آپ اور ہم دونوں ایک دن مریں گے چنانچہ صدیق اکبرؓ نے وہ دلیا کھانا چھوڑ دیا اور پھر وہ دونوں ایک سال تک بیمار رہ کر ایک ہی دن اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

حضرت حارث کی دو کرامتیں ظاہر ہوئیں ایک تو دلیا کھاتے کھاتے بغیر کسی ظاہری سبب کے یہ معلوم کر لیا کہ اس میں وہ سلو پائزن ملا ہوا ہے جس کا کھانے والا ایک سال میں ہلاک

ہو جاتا ہے اور دوسری کرامت یہ کہ دونوں کی وفات ایک ہی دن ہوگی اور یہ سب ایسا ہی ہوا جسکو قرینہ سے کوئی دوسرا معلوم نہیں کر سکتا اور یہ کشف آپ کی کرامت تھی۔

کرامت حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِیْ قِصَّةِ ھِلَالِ بْنِ اُمَیَّةَ قَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ لَصَادِقٌ وَلَیُنْزِلَنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا یُبَرِّئُ ظَھْرِیْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَفِیْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضٰی مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ لَکَانَ لِیْ وَلَھَا شَاْنٌ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ کَذَا فِی التَّیْسِیْرِ الْمَطْبُوْعِ فِیْ کَلْکَتَّهْ صفحہ ۱۸۰ (نکشف ۲۹۰۵۲)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہلالؓ نے اپنی بیوی پر زنا کا دعویٰ کیا۔ جس پر رسول اللہ نے فرمایا کہ اے ہلال تم گواہ لاؤ ورنہ اس بہتان کی وجہ تم پر حد قذف جاری ہوگی یعنی تم کو اسّی کوڑے مارے جائیں۔ اس پر حضرت ہلال نے کہا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپکو دین حق دیکر بھیجا میں بالکل سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ عنقریب کوئی حکم بھیجے گا جو میری کمر کو حد قذف سے بری کردے گا۔ اتنے میں حضرت جبریل آئے اور لعان کی آیت ساتھ لائے یعنی وہ حکم جو میاں بیوی کی قسموں سے جھوٹ اور سچ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ پھر رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر لعان کا یہ حکم اللہ تعالیٰ نازل نہ کرتا تو میرا اور اس عورت کا معاملہ بڑا ہی سخت ہوجاتا یعنی اسکو دو سزا دی جاتی جو ولد الحرام پیدا ہونے والے لڑکے کے لئے مقرر کردی گئی تھیں۔ بس کو بخاری، ترمذی اور ابوداؤد نے بھی بیان کیا ہے۔

کرامت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۲) بیہقی و نسائی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ کے حکم پر خالدؓ نے جب عزیٰ کو ڈھایا تو ایں میں سے ایک کالی بھجنگ ننگی عورت پریشان بال اپنے سر پہ ہاتھ رکھے چیختی ہوئی نکلی ہی تھی کہ حضرت خالد نے اس کے دو ٹکڑے کر دئے اور پھر

آنحضرت کے حضور میں آکر اس قصہ کو بیان کیا۔ آپ نے فرمایا عزّیٰ وہی عورت تھی جس کو تم نے قتل کر دیا۔ اب کبھی اس کی عبادت نہ ہوگی شاباش! شاباش!! عزّیٰ درخت پر بنائی ہوئی ایک عمارت تھی جس کو مشرکین اس لئے پوجتے تھے کہ اس میں سے آوازیں سنائی دیتی تھیں از قبیل شیاطین اس عمارت میں ایک خبیث روح تھی جو بولا کرتی تھی چنانچہ وہ خبیث روح سرکار دوعالم کے خوف سے انسانی صورت میں جب وہاں سے نکلی تو حضرت خالد بن ولید نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اسی کا نام عزّیٰ تھا اسی شیطانی روح کو قتل کرنا اور بت خانہ عزّیٰ کی پھر دوبارہ عبادت نہ ہونا یہ حضرت خالدؓ کی کرامت تھی۔

کرامت حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(۱۵) رَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِيْنَ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ وَاُسِرَ عَمْرُو بْنُ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهٗ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ مَنْ هٰذَا؟ فَاَشَارَ اِلٰى قَتِيْلٍ فَقَالَ لَهٗ عَمْرُو بْنُ اُمَيَّةَ هٰذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ فَقَالَ لَقَدْ رَاَيْتُهٗ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ اِلَى السَّمَاءِ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْاَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ (صفحہ ۵۸۷ ج ۲) ترجمہ امام بخاریؒ نے ایک طویل حدیث میں روایت بیان کی ہے کہ ہشام بن عمروہؓ نے کہا کہ مجھ سے میرے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ بیر معونہ میں جس وقت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید کئے گئے اور عمرو بن امیہ ضمریؓ کو قید کیا گیا تو ان سے عامر بن طفیل نے ایک مقتول و شہید کی طرف اشارہ کرکے پوچھا یہ کون ہے؟ جس پر اسیر مشرکین عمرو بن امیہ نے جواب دیا تم نہیں جانتے یہ تو عامر بن فہیرہ ہیں اور عامر بن طفیل نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے اس شہید یعنی عامر بن فہیرہ کے جنازے کو آسمان کی طرف جاتے ہوئے دیکھا

اور پھر وہ جنازہ اتنا اونچا ہو گیا کہ آسمان و زمین کے درمیان میں اس کو دیکھ نہ سکا یعنی وہ میری حد نظر سے بھی پرے ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا جنازہ زمین پر لا کر رکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے عامر بن فہیرہ کی عظمت و بزرگی دکھلانے کے لئے ان کے جنازہ کو آسمان کی طرف اٹھانا دکھایا۔ یہ بھی آپ کی کرامت تھی

کرامت ایک جن صحابی کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۶ تا ۱۱۸) اَخْرَجَ ابْنُ الْجَوْزِیْ فِیْ کِتَابِ صِفَۃِ الصَّفْوَۃِ بِسَنَدِہٖ عَنْ سَہْلِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنْتُ فِیْ نَاحِیَۃِ دِیَارِ عَادٍ اِذْ رَاَیْتُ مَدِیْنَۃً مِّنْ حَجَرٍ مَّنْقُوْرٍ فِیْ وَسْطِہَا قَصْرٌ مِّنْ حِجَارَۃٍ تَاْوِیْہِ الْجِنُّ فَدَخَلْتُ فَاِذَا شَیْخٌ عَظِیْمُ الْخَلْقِ یُصَلِّیْ نَحْوَ الْکَعْبَۃِ وَعَلَیْہِ جُبَّۃُ صُوْفٍ فِیْہَا طَرَاوَۃٌ فَلَمْ اَتَعَجَّبْ مِنْ عِظَمِ خِلْقَتِہٖ کَتَعَجُّبِیْ مِنْ طَرَاوَۃِ جُبَّتِہٖ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ وَقَالَ یَا سَہْلُ اِنَّ الْاَبْدَانَ لَا تُخْلِقُ الثِّیَابَ وَاِنَّمَا تُخْلِقُہَا رَوَائِحُ الذُّنُوْبِ وَمَطَاعِمُ السُّحْتِ وَاِنَّ ہٰذِہِ الْجُبَّۃَ عَلَیَّ مُنْذُ سَبْعِمِائَۃِ سَنَۃٍ لَقِیْتُ فِیْہَا عِیْسٰی وَمُحَمَّدًا عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَاٰمَنْتُ بِہِمَا فَقُلْتُ وَمَنْ اَنْتَ قَالَ مِنَ الَّذِیْنَ نَزَلَتْ فِیْہِمْ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ۔ (لباب النقول مصری صـ ۱۱۷ ج ۲)

ترجمہ: حافظ حدیث ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب صفوۃ الصفوۃ میں اپنی سند سے امام الاولیاء حضرت سہیل بن عبداللہ سے روایت بیان کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں قوم عاد کے شہروں میں سے شہر عاد کی ایک سرحد پر تھا جہاں میں نے تراشیدہ پتھروں کا ایک شہر دیکھا یعنی اس شہر کی سب عمارتیں پتھروں کو اندر سے کھود کر بنائی گئی تھیں اور اس شہر کے بیچوں بیچ ایک سنگین محل تھا جس میں جنات رہا کرتے تھے ایک دن میں اس محل میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک موٹا تازہ اور لحیم شحیم پرانا بڈھا کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے اور پر رونق اونی جبہ پہنے ہوئے ہے۔ میں اس کے بے انتہا موٹاپے اور اس کے بھڑکدار عبا پر تعجب ہی کر رہا تھا کہ اس نے نماز سے فراغت کیلئے سلام پھیرا۔

میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا اے سہیل بن عبداللہ بدن کپڑے پرانے اور بوسیدہ نہیں ہوا کرتے کیونکہ بدن میں کوئی ایسی خاصیت نہیں کہ اس سے کپڑے پھٹ جائیں بلکہ کپڑے تو صرف گناہوں کی بدبو اور حرام غذا کے کھانے سے بوسیدہ ہو کر پھٹ جاتے ہیں اس اونی جبہ کو تقریباً سات سو سال سے پہنے ہوئے ہوں اور میں نے اسی لباس میں حضرت عیسیٰ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ہے اور دونوں پر ایمان بھی لا چکا ہوں۔۔ میں نے ان سے پوچھا آپ ہیں کون ؟ تو انہوں نے جواب دیا میں ان میں سے ہوں جن سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ۔ دیکھا آپ نے ان جن صحابی نے اپنی تین کرامتوں کو ظاہر کیا۔۔۔ اول یہ کہ انہوں نے بلا میل جول کے نام معلوم کر لیا۔ دوسرے یہ بتایا کہ گناہوں کی نحوست بری چیز ہے جس سے کپڑے پرانے ہو کر پھٹ جاتے ہیں اور تیسری کرامت یہ بتائی کہ تعجب کی کوئی بات نہیں یہ تو سات سو سال سے بھی زیادہ پرانا جبہ ہے مگر برائیوں سے دور رہنے کی وجہ بالکل نیا معلوم ہو رہا ہے۔۔۔

تمام شد

کتاب کے خاتمہ پر مولوی سید احمد حسن سنبھلی نے تحریر فرمایا ہے کہ سرسری تلاش اور عدیم الفرصتی میں یہ رسالہ جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامتیں ہیں خدا کا شکر ہے مکمل ہو گیا ورنہ ممکن تھا کہ بہت بڑا ذخیرہ کرامات کا جمع ہو جاتا لیکن اب بھی بقدر ضرورت یہ بہت کافی ہے جس دن حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی کرامتیں لکھنا شروع کی تھیں اسی شب میں سیدنا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور دونوں کو ایک ہی مبارک مکان میں تشریف فرما دیکھا اور جس طرح احادیث میں ہے انشاء اللہ جنت میں بھی ایسا ہی ہوگا کہ جناب سیدہ اور رسول اللہ ایک ہی دولت کدہ میں تشریف فرما ہوں گے فقط اسی طرح اے پروردگار تو مجھ کو اور ان حضرات کو جو اس کو پڑھیں اور اس کے ناشر بھائی کو اپنی رحمتوں سے مالا مال اور سرفراز کر دے۔ آمین یا رب العالمین۔ الاحد الصمد۔ فقط ختم شد

کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
۲۱ھ م